احادیثِ

مسیؑح و مہدیؑ

کا

ایک تحقیقی جائزہ

از

انصر رضا

فہرست مضامین

پیش لفظ

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ، سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام، کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت پر ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ وہ احادیث میں بیان کردہ علاماتِ مہدی و مسیحؑ پر پورے نہیں اترتے۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے جماعت احمدیہ اُن پر ایمان رکھتی ہے لیکن اُن کی صحت و درستگی کو قرآنِ کریم کی کسوٹی پر پرکھتی ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

''ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں۔ اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔'' (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص۔6)

لیکن جہاں تک نزولِ مسیحؑ و آمدِ امام مہدیؑ کے متعلق احادیث کا تعلق ہے ان کا ایک بڑا حصہ قرآنِ مجید سے یکسر مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ آپس میں ایک دوسرے سے اس قدر متضاد ہے کہ ان کی بنیاد پر کوئی مستحکم عقیدہ قائم ہی نہیں کیا جا سکتا۔ بقول شاعر ''کس کا یقیں کیجئے کس کا نہ کیجئے لائے ہیں اُن کی بزم سے یار خبر الگ الگ''

غیر احمدی مسلمان علماء جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو محض اس بناء پر رد کرتے ہیں کہ اُن میں اِن احادیث میں بیان کی جانے والی علامات نہیں پائی جاتیں، اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان متضاد علامات و اخبار کی تاویلات کرنے پر مجبور ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں ان علماء کی بیان کردہ تاویلات کے تجزیہ اور انبیاء و مامورین کے متعلق پیشگوئیوں اور علامات کے بیان اور اُن کو سمجھنے کے بارے میں قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان احادیث کے متعلق عقیدہ ان کے اپنے الفاظ میں نقل کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کا دعویٰ ان متضاد احادیث کی بنیاد پر نہیں ہے کیونکہ وہ پایہ اعتبار سے گری ہوئی ہیں اور اس قدر ایک دوسرے سے متضاد ہیں کہ ان کی بنیاد پر کوئی ایک عقیدہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ روایت کے ساتھ ساتھ درایت کے اعتبار سے بھی یہ احادیث مستند قرار نہیں دی جا سکتیں۔ غالبًا اسی بناء پر صحاح ستہّ یعنی احادیث کی چھ صحیح ترین کتابوں میں سے دو اہم ترین کتابوں، بخاری اور مسلم میں امام مہدی کے متعلق کسی حدیث کو درج نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ سب سے پہلے مرتب کئے جانے والے مجموعہ حدیث مؤطا میں، جسے امام مالکؒ نے مدینہ میں مرتب کیا، امام مہدی کے متعلق کوئی روایت درج نہیں ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں ان حکمران خاندانوں میں سے ظہورِ امام مہدی کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی احادیث وضع کی گئیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں مذکورہ بالا احادیث کا روایت و درایت اور اسماء الرجال وغیرہ کے حوالے سے تجزیہ کرنے کی بجائے خود غیر احمدی علماء کی کتابوں میں بیان کردہ ان احادیث کی تشریح پر بحث کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ اول تو خود اُن کی نظر میں ان احادیث کو بغیر تاویل و تشریح قبول نہیں کیا جا سکتا، دوسرا یہ کہ یہ علماء من گھڑت تاویلات کر کے عوام سے یہ توقع کرتے ہیں، بلکہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی کی گئی تاویلات کو الٰہی نوشتہ سمجھ کر تسلیم کر لیا جائے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ ان کے نزدیک کافر اور خارج از اسلام قرار پاتا ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا وہ قول صادق آتا ہے جس میں یہود و نصاریٰ کے علماء کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے (سورۃ البقرۃ۔2:80)

پیشگوئیوں اور علامات کے بارے میں قرآنی تعلیم

ایمان بالغیب اصل ایمان ہے

ایک مسلمان کے عقائد کی بنیاد قرآن کریم ہونا چاہئے۔بعض علماء اپنے آبائی اعتقادات کی وجہ سے اس بنیاد کو اہمیت نہیں دیتے۔ یہ ایک افسوس ناک امر ہے کہ بعض مسلمان علماء قرآنِ کریم کو اختلافی مسائل کے حل کے لئے بنیاد نہیں بناتے۔ان کا پیشگوئیوں پر مشتمل احادیث کے استعارہ کی حقیقت کو سمجھنے کی بجائے ان کی ظاہری علامات پر ایمان کے عقیدے پر زور ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی وہی ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ☆ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (سورۃ البقرۃ۔2:3, 4)

ظاہری علامات طلب کرنے والے کبھی ایمان نہیں لاتے!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظاہری آیات ونشانات ایمان کا موجب نہیں بنتے اور انہیں دیکھنے والے کبھی ایمان نہیں لاتے:

وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ط (الانعام۔6:26)

اور اگر وہ تمام نشان بھی دیکھ لیں تو اُن پر ایمان نہیں لائیں گے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ط قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَاللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ لا اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ☆ (الانعام۔6:110)

وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک بھی نشان آجائے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔تو کہہ دے کہ ہر قسم کے نشانات اللہ کے پاس ہیں۔لیکن تمہیں کیا سمجھائے کہ جب وہ (نشانات) آتے ہیں وہ ایمان نہیں لاتے۔

اس قرآنی تعلیم کی روشنی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ظاہری علامات طلب کرنے والے اگر یہ علامات دیکھ بھی لیں تب بھی ایمان نہیں لاتے جبکہ ایک سعید فطرت انسان ظاہری علامات طلب نہیں کرتا بلکہ دل کی آنکھوں یعنی علی وجہ البصیرت ایک مامور من اللہ کی صداقت کو پہچان لیتا ہے۔

بصارت نہیں بصیرت:

عربی زبان میں آنکھوں سے دیکھنے کو بصارت کہتے ہیں جبکہ دل سے دیکھنے کو بصیرت کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو ارشاد ہوا:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط

تُو کہہ دے کہ یہ میرا راستہ ہے۔میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔میں بصیرت پر ہوں اور وہ بھی جس نے میری پیروی کی۔(سورۃ یوسف۔109 : 12)

نبی اکرم ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں صرف ایک فرقہ صحیح راستے پر ہوگا تو صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہوگا۔ اس ناجی فرقہ کی علامت بتاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ''**ما انا علیه و اصحابی**'' ناجی فرقہ وہ ہوگا جو اس راہ پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔(**ترمذی کتاب الایمان باب افتراق هذه الامة**) اس حدیث کو سورہ یوسف کی مندرجہ بالا آیتِ کریمہ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ جس راہ پر ہیں اس کا نام ''بصیرت'' ہے۔

علامات ظاہر ہونے کے بعد ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا۔

قرآن و حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری علامات پوری ہوتی دیکھ کر ایمان لانے والے کا ایمان اس کو نفع نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

...**يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ ايٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا**ؕ (سورة الانعام۔159:6)

اس دن جب تیرے رب کے بعض نشانات ظاہر ہوں گے کسی ایسی جان کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لائی ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کما چکی ہو۔

یہی مضمون حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے:

''سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ پس جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے اور اس پر ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کا ایمان کسی کو نفع نہیں دے گا سوائے اس کے جو پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہو۔'' (بخاری کتاب التفسیر)

پیش گوئیوں اور بشارات کے اصول

''بشارات خواب سا مضمون رکھتی ہیں۔ یہ عوام پر بھی اور خواص پر بھی مشتبہ ہوتی ہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک جس کی نسبت بشارت ہو کبھی کبھی اسے بھی سمجھ نہیں آتی۔ بشارات میں ذاتی کی بجائے صفاتی نام ہوتے ہیں۔ جیسے مسیح کا ذاتی نام یسوع ہے لیکن پیشگوئیوں میں مسیح موجود ہے۔ بشارات میں مقامات اور ملکوں کے نام بھی صفاتی ہیں۔ بشارات کی مدت میں انسانی مدت نہیں ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے، ''یعنی اللہ کے ہاں ایک دن تمہارے شمار سے ہزار برس ہوتا ہے۔'' اگر بشارات کا کوئی حصہ عقل اور علم کے خلاف ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ بشارات کا افسانوی حصہ واقعات کی تعبیر کے مطابق قبول کرنا چاہئے۔ نبی کے متعلق دوبارہ مبعوث ہونے کی بشارت کا مطلب ہے کہ اس نبی کی صفات جیسا دوسرا نبی مبعوث ہوگا۔'' (تقابل ادیان۔ مذاہب کا تقابلی مطالعہ۔ نصاب برائے ایم اے اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان از قلم پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ)

علماء کا خودساختہ منظر نامہ

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ مہدیؑ و مسیحؑ کے متعلق احادیث میں واضح تضاد اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ سب اپنے ظاہری معنی میں آنحضرت ﷺ سے منسوب نہیں ہوسکتیں۔علماء نے ان میں پائے جانے والے لاینحل تضادات کو عوام کی نظروں سے چھپا کر ان احادیث کے ڈھیر میں سے چند احادیث منتخب کیں اور ایک مخصوص عقیدہ وضع کر کے مسلمانوں کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ گویا اس موضوع پر صرف یہی احادیث پائی جاتی ہیں۔بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ان علماء نے ایسی احادیث کو ایک خاص ترتیب دے کر سارے واقعات کو کسی ڈرامے کے منظر نامہ کی طرح ڈھالا اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ سارے واقعات اسی طرح ایک دوسرے کے بعد رونما ہوں گے۔دارالعلوم دیو بند کے استاذ الحدیث بدر عالم میرٹھی صاحب نے اپنی کتاب ''ترجمان السنّۃ'' کے باب ''الامام المہدی'' میں اس سکرپٹ کی تیاری کا اعتراف کیا ہے۔اسی اعترافی بیان کو مفتی نظام الدین شامزئی نے اپنی کتاب ''عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں'' کی ابتداء میں لفظ بہ لفظ نقل کر کے اس کی گویا تصدیق کی ہے۔بدر عالم میرٹھی صاحب شاہ رفیع الدّین محدّث دہلویؒ کی کتاب ''علامات قیامت'' میں امام مہدیؑ و مسیحؑ موعود کے متعلق بیان کردہ احادیث نقل کرنے کے بعد حاشیہ میں لکھتے ہیں:

> ''اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ شاہ صاحب موصوف (شاہ رفیع الدین صاحب) نے یہ تمام سرگذشت گو حدیثوں کی روشنی ہی میں مرتب فرمائی ہے جیسا کہ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہے مگر واقعات کی ترتیب اور بعض جگہ ان کی تعیین یہ دونوں باتیں خود حضرت موصوف ہی کی جانب سے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ حدیث و قرآن میں جو قصص و واقعات بیان کئے گئے ہیں خواہ وہ گذشتہ زمانے سے متعلق ہوں یا آئندہ سے ان کا اسلوب بیان تاریخی کتابوں کا سا نہیں بلکہ حسب مناسبت مقام ان کا ایک ایک ٹکڑا متفرق طور پر ذکر میں آ گیا ہے۔پھر جب ان سب ٹکڑوں کو جوڑا جاتا ہے تو بعض مقامات پر کبھی اس کی کوئی درمیانی کڑی نہیں ملتی۔کہیں ان کی ترتیب میں شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ان وجوہات کی بناء پر بعض خام طبائع تو اصل واقعہ کے ثبوت ہی سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔حالانکہ غور یہ کرنا چاہئے کہ جب قرآن و حدیث کا اسلوب بیان ہی وہ نہیں جو آج ہماری تصانیف کا ہے تو پھر حدیثوں میں اس کو تلاش ہی کیوں کیا جائے؟ نیز جب ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب صاحب شریعت نے خود بیان ہی نہیں فرمائی تو اس کو صاحب شریعت کے سر کیوں رکھ دیا جائے۔لہٰذا اگر اپنی جانب سے کوئی ترتیب قائم کر لی گئی ہے تو اس پر جزم کیوں کیا جائے۔ہوسکتا ہے کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن سے قائم کی ہے حقیقت اس کے خلاف ہو۔اس قسم کے اور بھی بہت سے امور ہیں جو قرآنی اور حدیثی قصص میں تشنہ نظر آتے ہیں۔اس لئے یہاں جو قدم اپنے رائے سے اٹھایا جائے اس کو کتاب و سنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام ہے اور اس ابہام کی وجہ سے اصل واقعہ کا انکار کر ڈالنا یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔'' (الامام المہدی۔تالیف سیّد بدر عالم میرٹھی حاشیہ ص۔9۔ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید۔10 الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور)

علمِ ظنّی واخبارِآحاد

مشہور دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی صاحب نے اس حدیث کو اخبارِ آحاد اور علمِ ظنّی قرار دیا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک میں دفن ہونے کا ذکر ہے۔ مؤلف تذکرۃ الرشید عاشق الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں ؛

''انہیں ایام میں یہ اتفاق پیش آیا کہ کسی مبحث میں مولانا شیخ محمد صاحب کی ایک تحریر حضرت کے پاس کسی شخص نے بھیجی جس میں مولانا شیخ محمد صاحب نے اس پر زور دیا تھا کہ روضۂ سرورِ کائنات ﷺ میں جو جگہ ایک قبر کے لئے چھوٹی ہوئی ہے اُس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے اور یہ امر قطعی ہے اس کا منکر ایسا ہے اور ویسا ہے۔ حضرت مولانا نے اس پر بجائے تصدیق وتصویب کے تحریر فرمادیا کہ سارا ثبوت باحادیث اخبارِ آحاد ہے اس لئے علمِ ظنّی ہوگا قطعیّت کا ثبوت دشوار ہے۔ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے جو یہ تحریر گزری تو جوشِ غضب میں بیتاب ہوگئے کہ طفلِ مکتب نے میرا رد کرنا چاہا اُسی حالت غیظ میں اپنے مطلب کی تائید میں ایک رسالہ کا رسالہ لکھ دیا اور حضرت مولانا کے پاس بھیج دیا۔ مولانا نے اس کو اچھی طرح دیکھا مگر چونکہ سوائے اُن احادیث و آثار مذکور کے ذکر اور اسناد کی تفصیل کے جن میں یہ مضمون وارد ہے اور کچھ بھی نہ تھا حالانکہ مولانا خود ہی تحریر فرما چکے تھے کہ یہ احادیث اخبارِ آحاد ہیں۔ اس لئے مثبت علمِ ظنی ہیں پس اُس رسالہ کی پُشت پر تحریر فرمادیا کہ ''میں نے نہ احادیث کا انکار کیا نہ اس کا دعویٰ کہ یہ مضمون ثابت نہیں ہاں میں نے یہ لکھا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس بحث کی جملہ اخبار واردہ آحاد ہیں ان سے مضمون کی قطعیت کیونکر ثابت ہوجائے گی جو میرا شبہہ ہے اُس کا رسالہ میں جواب نہیں اور جو احادیث مذکور ہیں اُن کا میں منکر نہیں۔'' (ص۔43,44)

نبی اکرم ﷺ کے متعلق بائبل میں پیشگوئی

تمام مسلمان علماء کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ بائبل میں مذکور یہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے:

''خداوند سینا سے آیا۔ شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔'' (استثناء۔ باب33 آیت:1,2)

بظاہر اس پیشگوئی میں خدا اور قدوسیوں یعنی فرشتوں کے آنے کا ذکر ہے لیکن تمام مسلمان علماء اس سے بالترتیب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور نبی ظاہر ہونا اور نبی اکرم ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ آنا مراد لیتے ہیں۔ تمام غیر احمدی مسلمان علماء، چاہے وہ شیعہ ہوں یا اہل سنّت کے کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، یہاں ظاہری علامت کے پورا ہونے پر اصرار نہیں کرتے۔ لیکن سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر بعینہٖ یہود و نصاریٰ والے اعتراضات کرتے ہوئے مسیحؑ و مہدیؑ کے متعلق علامات کے لفظ بہ لفظ پورا ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔

تاریخ دہرائی جارہی ہے!

علاماتِ مسیحؑ ومہدیؑ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ وہ ظاہری الفاظ میں پوری ہوں گی اور جب تک وہ تمام باتیں ویسے ہی ظہور میں نہ آجائیں جیسا کہ لکھی گئی ہیں تب تک کسی شخص کو بھی امام مہدی یا مسیح موعود نہیں مانا جاسکتا۔ غیر احمدی علماء کا یہ اصرار ہمیں ان یہودی فقیہوں اور فریسیوں کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی لئے ماننے سے انکار کردیا تھا کہ تورات میں ان کے متعلق بیان کردہ علامات ظاہری طور پر پوری نہیں ہوئی تھیں۔ یہود کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بھی ظاہری علامات طلب کرتے تھے:

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (سورۃ البقرۃ۔56 : 2)
اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم ہرگز تمہاری نہیں مانیں گے جب تک ہم اللہ کو ظاہر و باہر نہ دیکھ لیں۔ پس تمہیں آسمانی بجلی نے آ پکڑا اور تم دیکھتے رہ گئے

یہودیوں نے اس واقعہ سے کوئی سبق نہ سیکھا اور ایک مرتبہ پھر یہی غلطی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہری علامات کے پورا ہونے کا مطالبہ کیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان علامات کی تاویل کی اور انہیں ظاہری کی بجائے استعاراتی بتایا تو انہوں نے نہ صرف اُن کا انکار کردیا بلکہ انہیں قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ ایک یہودی گروپ ''توراہ اٹلانٹا'' (Torah Atlanta) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسیح ہونے کے انکار کی وجہ یہ لکھتا ہے کہ ان کے ذریعہ یہودیوں کی حکومت واقتدار قائم نہیں ہوا:

''یہودیوں کے عیسیٰ کو بطور اپنا مسیح ماننے کے انکار کی اولین دلیل یہ رہی ہے کہ وہ عالمی امن قائم کرنے، منتشر یہودیوں کو ارضِ اسرائیل میں واپس جمع کرنے، ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے اور خدا کے بارے میں عالمی تعلیم پھیلانے میں ناکام رہے ہیں۔ چونکہ ان کی آمد کے بعد سے آج تک ایسا کچھ بھی نہیں ہوا اس لئے نہ تو وہ اور نہ ہی کوئی اور ہمارا مسیح ہوسکا ہے۔ ہم ابھی تک اس اصلی مسیح کا انتظار کررہے ہیں جو یہ سب کچھ کرے گا۔''

(http://torahatlanta.com/articles/Debunking Isaiah 53 & Daniel 9.html)

ایک یہودی ربائی جے عمانویل شوخت نے اپنی کتاب '' Mashiach--Principles of Mashiach and the Messianic Era in Jewish Law'' کے پہلے باب ''The Belief in Mashiach'' کے شروع میں لکھا ہے:

''مسیح کی آمد اور اس کے ذریعہ آزادی ونجات کا عقیدہ یہودی مذہب کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ ہر یہودی کو لازمی طور پر یہ یقین رکھنا چاہئے کہ مسیح ظاہر ہوگا اور وہ داؤد کی سلطنت کو اس کی اصل شان وشوکت میں بحال کرے گا، ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرے گا، تمام منتشر یہودیوں کو اسرائیل میں اکٹھا کرے گا اور اس کے دور میں تورات کے قوانین اسی طرح بحال ہوجائیں گے جس طرح وہ اولین زمانے

میں تھے۔ جو اس بات میں یقین نہیں رکھتا اور اس کی آمد کا منتظر نہیں ہے، اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ دیگر انبیاء کی باتوں، تورات (موسیٰ کی پانچ کتابیں) اور ہمارے استاد موسیٰ کا انکار کرتا ہے۔''

جب عیسائیوں کو بائیبل میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق پیشگوئیوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو وہ بھی اسی نوعیت کے اعتراضات کرتے ہیں جو غیر احمدی مسلمان علماء سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر کرتے ہیں کہ ان کا نام قرآن مجید واحادیث میں کہاں مذکور ہے اور کہاں لکھا ہے کہ چراغ بی بی کا بیٹا غلام احمد مسیح ومہدی بن کر آئے گا۔ مندرجہ ذیل کتاب میں عباسی خلیفہ المہدی اور ایک نسطوری پادری ٹموتھی کے درمیان ہونے والی خط وکتابت نقل کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

'' ٹموتھی نے یہ بھی کہا کہ اگر محمدؐ کا ذکر انجیل میں ہوتا تو یہ لازمی تھا کہ اُن کا نام، ان کی والدہ کا نام اور ان کے لوگوں کا کتابوں میں وضاحت سے ذکر کیا جاتا جیسا کہ تورات اور نبیوں کی کتابوں میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ لیکن اس نوعیت کا کوئی بھی ذکر نہ تو تورات اور نبیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی انجیل میں۔''

(Exegesis as Polemical Discourse - Ibn Hazm on Jewish and Christian Scriptures by Theodore Pulcini - P-17)

اسی کتاب کے صفحہ۔15 پر مصنف لکھتا ہے کہ قرآن یہ دعویٰ تو کرتا ہے کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں تحریف کر دی ہے لیکن اُن مخصوص آیات یا اقتباسات کی نشاندہی نہیں کرتا جن میں تحریف کی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ کا تورات اور انجیل میں ذکر ہے لیکن ان آیات کی نشاندہی نہیں کرتا جن میں یہ ذکر بطور پیشگوئی کے موجود ہے۔

یہود ونصاریٰ سے مشابہت

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت آخری دور میں یہود ونصاریٰ کے ایسے مشابہ ہو جائے گی جیسے بالشت بالشت کے اور قدم قدم کے مشابہ ہوتا ہے (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے واضح نشانات کے باوجود نبی اکرم ﷺ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ط وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرة: 2:147)

وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے وہ اسے (یعنی رسول کو اس میں الٰہی آثار دیکھ کر) اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یقیناً ان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

چنانچہ اسی مشابہت کو پورا کرتے ہوئے غیر احمدی مسلمان علماء نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وہی اعتراضات کئے جو یہودی علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کئے تھے۔ان مشابہتوں میں سے دو پیشِ خدمت ہیں

ایک نبی کے زندہ آسمان پر جانے اور واپس آنے کا عقیدہ

غیر احمدی علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام، جو زندہ جسم سمیت آسمان پر تشریف لے جا چکے ہیں، کے آسمان سے نزول سے پہلے امام مہدی ظاہر ہو چکے ہوں گے۔جبکہ شیعہ احباب کے نزدیک امام مہدی پیدا ہو کر غائب ہو چکے ہیں اور غیبت صغریٰ کے بعد اب غیبت کبریٰ کے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہی عقیدہ یہودیوں کا بھی ہے کہ ایلیاہ نبی جو ایک آتشی رتھ میں بیٹھ کر زندہ جسم سمیت آسمان کی طرف چلے گئے تھے (2 سلاطین باب 2 آیت 11) موعود مسیح کے آنے سے پہلے زمین پر واپس آئیں گے (ملاکی باب 4 آیت 5)۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا دعویٰ پیش کیا تو یہودیوں نے یہ اعتراض کیا کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیاہ کا واپس آنا لازمی ہے (متی باب 17 آیت 10)۔

مسیحؑ اور مہدیؑ کا ایک مخصوص شہر سے نکلنے کا عقیدہ

مسلمان علماء کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی مکّہ سے ظہور پذیر ہوں گے۔لہٰذا ایسا مدعی مہدویت جو مکّہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر سے ظاہر ہو وہ ان علماء کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔بعینہٖ اسی طرح یہودی علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا کہ مسیح کو تو داؤد کے خاندان سے بیت لحم کے شہر سے ظاہر ہونا تھا جبکہ آپ گلیل کے رہنے والے ہیں اور وہاں سے ظاہر ہوئے ہیں۔لہٰذا آپ وہ موعود مسیح نہیں ہو سکتے

> ''پر بعضوں نے کہا کیا مسیح گلیل سے آتا ہے۔کیا کتابوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت لحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہے۔سو لوگوں میں اس کی بابت اختلاف ہوا (یوحنّا باب 7 آیت 42)۔

دورِ مسیحؑ کی احادیث اور بائیبل میں یکساں علامات

ربائی عمانویل کی مذکورہ بالا کتاب کے باب ''The Messianic Era'' میں عہد نامہ قدیم کی کتابوں میں سے مسیح کے دور کی جو علامات نقل کی گئی ہیں، ان کے مطابق دنیا میں مکمل امن کا دور دورہ ہوگا، انسانوں اور حیوانوں کی فطرت بالکل بدل جائے گی اور بدی کا نام و نشان بھی باقی نہیں بچے گا۔موذی جانور، درندے اور حشرات الارض اپنی جبلّت و فطرت کے بالکل برعکس انسان کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلتے پھریں گے وغیرہ وغیرہ۔

> ''اس وقت بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ رہے گا اور چیتا بچے کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھڑا اور شیر کا بچہ اور پالتو بیل مل جُل کر رہیں گے اور ایک ننھا بچہ ان کی رہنمائی کرے گا۔گائے اور ریچھنی مل کے چریں گی اور ان کے بچے ملے جلے رہیں گے اور شیر مویشی کی طرح گھاس کھائے گا۔ایک شیر خوار بچہ سانپ کے بل کے پاس کھیلے گا اور وہ بچہ جس کا دودھ چھڑایا گیا ہوگا کالے سانپ پر ہاتھ ڈالے گا۔وہ میرے

مقدس پہاڑ پر کسی کو دکھ نہ دیں گے نہ نقصان پہنچائیں گے کیونکہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے زمین خدا کے عرفان سے معمور ہوگی۔(یسعیاہ باب 11 آیات 9-6)

''بھیڑیا اور بھیڑ ایک ساتھ چریں گے اور شیر ببر بیل کی مانند گھاس کھائے گا۔سانپ کی خوراک خاک ہوگی۔وہ میرے سارے مقدس پہاڑ پر دکھ نہ دیں گے اور ہلاک نہ کریں گے،خداوند فرماتا ہے۔''(یسعیاہ باب 65 آیت 25)

''اسرائیل کے باقی لوگ بدکاریاں نہیں کریں گے اور جھوٹ نہیں بولیں گے اور ان کے منہ میں دغا دینے والی زبان نہیں پائی جائے گی۔''(صفنیاہ۔3:13)

حیرت انگیز طور پر احادیث میں مسیحؑ و مہدیؑ کے دور کی بعینہ یہی علامات کم وبیش انہی الفاظ میں پائی جاتی ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ میری امت میں حکم عدل اور منصف امام ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے،خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے،صدقہ ترک کر دیں گے،اونٹ بکری پر زکوٰۃ نہ ہوگی،لوگوں کے دلوں سے کینہ اور حسد جاتا رہے گا، ہر قسم کے زہریلے جانور کا زہر ختم ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالے گا تو اسے کوئی نقصان نہ ہوگا اور ایک چھوٹی بچی شیر کو بھگا دے گی، بکریوں میں بھیڑیا اس طرح رہے گا جس طرح ان کا محافظ کتا رہتا ہے،تمام زمین سلامتی سے یوں بھر جائے گی جس طرح برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔تمام لوگوں کا ایک کلمہ ہوگا پس اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہوگی، دنیا سے لڑائی اُٹھ جائے گی۔''
(ابن ماجہ۔کتاب الفتن باب فتنۃ الدجّال وخروج عیسیٰ ابن مریم وخروج یاجوج وماجوج)

بائبل اور حدیث کے مذکورہ بالا تقابلی حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تمام احادیث کا منبع اسرائیلیات ہیں جو غیر قوموں کے اسلام میں داخل ہونے یا ان سے میل جول کے بعد مسلمانوں میں رائج ہوگئی تھیں۔لیکن اگر انہیں مستند مان بھی لیا جائے تب بھی ان کے مطالب ومعانی کو استعاراتی طور پر ہی ماننا پڑے گا کیونکہ نہ تو انسان کی فطرت تبدیل ہو سکتی ہے نہ حیوان کی۔انہی احادیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک ایسی ہوا چلے گی جس سے تمام مومنوں کی روح قبض کر لی جائے گی اور صرف ''اشرار النّاس''یعنی شریر ترین لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔''باقی رہ جانے''کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لوگ اس وقت بھی موجود ہوں گے جب دنیا سے برائی کے مکمل خاتمہ کی نوید سنائی جارہی ہے۔ترمذی کتاب الفتن میں حضرت انسؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی احادیث میں یا تو متضاد خبریں بیان کی گئی ہیں یا پھر ان کے حقیقی معنی کچھ اور ہیں۔ظاہر پرست اور تصوّراتی دنیا میں رہنے کے شوقین علماء نے اپنے پیشرو یہودی علماء کی طرح ان احادیث کا باطنی مفہوم ماننے کی بجائے ان کے ظاہری مفہوم کو عین دین قرار دیا اور نتیجہ آپ کے سامنے ظاہر ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہؑ کے دعویٰ مہدویت ومسیحیت کی بنیاد قرآنِ کریم:

امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے متعلق احادیث کا جائزہ لینے سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی بنیاد قرآنِ کریم اور اس کے تابع احادیث پر ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

'' پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں۔ یہ سادہ لوح یا تو افتراء سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۔36 روحانی خزائن جلد19 ص140)

حضورؑ فرماتے ہیں کہ ان کی صداقت کا معیار وہی ہے جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کی صداقت کا معیار تھا:

'' خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہتا ہوں وہ جو آنے والا تھا وہ میں ہوں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ نے منہاجِ نبوّت پر جو طریق ثبوت کا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے۔'' (ملفوظات۔ جلد چہارم ص۔39)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''حقیقۃ المہدی'' میں امام مہدیؑ کے متعلق احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

'' مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابلِ وثوق اور قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ان پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔ (۱) اوّل وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور ان کے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر اعتماد نہیں پکڑ سکتا۔ (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو ان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق روایت نہیں کی یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔ (۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو درحقیقت صحیح تو ہیں اور طرق متعددہ سے ان کی صحت کا پتہ ملتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑیگا اور نہ خونریزی کرے گا

اور نہ اس کی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کردے گا جیسا کہ حدیث **لا مھدی الّا عیسیٰ** جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کی ہے اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خُو اور طبیعت اور طریقِ تعلیم پر آئے گا یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائے گا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ **یضع الحرب** یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعًا موقوف کردے گا۔ اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو۔ بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ ان کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔“(حقیقۃ المہدی۔ص 3 تا 6۔ روحانی خزائن جلد 14 ص 432-429)

حضورؑ مزید تحریر فرماتے ہیں:

”یہی سنّت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں۔ بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے۔ اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں ان سے فائدہ اٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دستبردار ہونا پڑتا اور انجام اس کا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آ گئی ہوں۔ کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔“(حقیقۃ الوحی ص۔ 216,217 روحانی خزائن جلد-22)

کیاامام مہدی کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟

بہت سے لوگ یہ اعتراض اٹھانے لگے ہیں کہ امام مہدی کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اس لئے ہمیں کسی امام مہدی کے آنے کا عقیدہ نہیں رکھنا چاہیئے ۔ یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ امام مہدی کو انبیاء سے الگ ایک شخصیت سمجھتے ہیں ۔ قرآن کریم پر تدبر سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کو ہی اللہ تعالیٰ امام اور امام مہدی کے نام سے پکارتا ہے ۔ اور انہیں منصب نبوت کے ساتھ ساتھ منصب امامت بھی عطا کرتا ہے ۔ جیسا کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آیت میں امام بنانے کا اعلان کیا

وَ اِذِبْتَلٰی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ ... (البقرہ۔125 : 2)

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کیلئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں...

اسی طرح مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت لوط، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیائے بنی اسرائیل کو امام مہدی کہہ کر پکارتا ہے

وَ جَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ...(الانبیاء۔74 : 21) اور ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے۔

وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا...(السجدۃ۔25 :32) اور ہم نے ان میں ایسے امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے

امام مہدیؑ اور مسیحؑ موعود ایک ہی وجود ہیں!

امام مہدیؑ اور مسیحؑ موعود کے دونوں القاب روحانی کے بارہ میں وارد الگ الگ احادیث کی بناء پر ایک غلط فہمی یہ پیدا ہوگئی کہ امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ دو الگ الگ شخصیات ہیں۔ اپنے اس خیال کو تقویت دینے کے لئے عوام کے سامنے صرف ایسی احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں بظاہر امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ دو الگ الگ وجودوں کے طور پر معلوم ہوتے ہیں اور ایسی تمام احادیث جن میں صراحتاً مسیح موعود علیہ السلام کو ہی امام مہدی قرار دیا گیا ہے یا تو پیش نہیں کی جاتی یا انہیں ضعیف کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ایک مشہور حدیث جو صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ میں ہے حالانکہ اس کے راوی محمد بن خالد الجندی سے امام شافعیؒ نے روایت لی ہے اور ابن معینؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن معینؒ کے متعلق اسماء الرجال کی مشہور کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ جس حدیث کو ابن معینؒ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں۔ ایسی چند احادیث جن میں مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کو ایک وجود قرار دیا گیا ہے ذیل میں پیش ہیں:

لَا الْمَهْدِی اِلّا عِیْسَی ابنُ مَرْیَمَ (ابن ماجه۔ کتاب الفتن باب شدة الزمان)

عیسیٰ ابن مریم کے سوائے کوئی مہدی نہیں۔

یُوشِکُ مَن عَاشَ مِنکُم اَن یَّلقیٰ عِیسیَ ابنَ مَریَمَ اِمَامًا مهدِیًّا وَّ حَکَمًا عَدلًا فَیَکسِرُ الصَّلِیبُ وَ یَقتُلُ الخِنزِیرَ۔۔۔۔(مسند احمد بن حنبل، جلد۔2، صفحه۔114)

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہوا وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہونگے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

ثـمّ ینزل عیسی ابن مریم مصدّقًا بمحمدٍ علی ملّته امامًا مهدیًّا و حکمًا عدلًا فیقتل الدجال (طب۔عبداللّٰه بن مغفل)

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملّت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجّال کو قتل کریں گے۔ کنز العمال کتاب القیامۃ صفحہ 141

"... ولا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس، ولا مهدی الا عیسی ابن مریم۔" (ه ۔ ک۔ عن انس) (کنز العمال کتاب القیامة صفحه 118)

قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

امت کا ایک خلیفہ مال دے گا

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ بخاری اور مسلم میں امام مہدی کے نام کا ذکر نہیں ہے لیکن ذیل کی احادیث میں ایک خلیفہ کا ذکر ہے جو بھر بھر کر مال دے گا۔

عَن اَبِی سَعِیدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مِن خُلَفَآئِکُم خَلِیفۃٌ یَحثُو المَالَ حَثیًا وَّ لَا یَعُدُّہٗ عَدًّا

ابوسعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خلفاء میں سے ایک عظیم الشان خلیفہ ہوگا جو بھر بھر کر مال دے گا اور گنے گا نہیں۔

یَکُونُ فِی اٰخِرِ اُمَّتِی خَلِیفۃٌ یَحثِی المَالَ حَثیًا وَّ لَا یَعُدُّہٗ عَدًّا (مسلم جلد۔۲، کتاب الفتن والشراط الساعۃ، صفحہ۔441)

میری امت کے آخر میں ایک عظیم الشان خلیفہ ہوگا جو بھر بھر کر مال دے گا اور گنے گا نہیں۔

بالعموم اس سے مہدیؑ مراد لیا جاتا ہے جب کہ احادیث میں ابن مریم کے نام کے ساتھ صراحتًا ذکر کیا گیا کہ وہ بھر بھر کر مال دیں گے۔ان دونوں قسم کی احادیث سے ثابت ہوا کہ وہ خلیفہ جو بھر بھر کر مال دے گا، ابن مریم یعنی مسیح موعودؑ کے سوا اور کوئی نہیں اور وہی مہدی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مال دیں گے

وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لَیُوشِکَنَّ اَن یَنزِلَ فِیکُمُ ابنُ مَریَمَ حَکَمًا عَدلًا فَیَکسِرُ االصَّلِیبَ وَ یَقتُلُ الخِنزِیر وَ یَضَعُ الجِزیَۃ وَ یَفِیضُ المَالَ حَتّٰی لَا یَقبَلَہٗ (بخاری،جلد۔۲،کتاب الانبیاء، باب نزول عیسی بن مریم صفحہ۔365)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان نازل ایک حاکم عادل کی حیثیت سے نزول کریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے اور اس وقت مال و دولت کی اتنی کثرت ہوگی کہ اسے لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

عَن اَبِی ھُرَیرَۃؓ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لَیُوشِکَنَّ اَن یَّنزِلَ فِیکُم ابنُ مَریَمَ حَکَمًا مُّقسِطًا فَیَکسِرَ الصَّلِیبَ وَ یَقتُلَ الخِنزِیرَ وَ یَضَعَ الجِزیَۃَ وَ یُفِیضُ المَالَ حَتّٰی لَا یَقبَلَہٗ اَحَدٌ۔ (صحیح مسلم، جلد۔1، کتاب الایمان، صفحہ۔257)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسی ابن مریم تمہارے درمیان اور انصاف سے حکم کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور سؤر کو

مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور بہت مال دیں گے یہاں تک کہ لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

یاد رہے کہ یہاں مال سے دنیاوی مال مراد نہیں ہے بلکہ روحانی خزائن مراد ہیں جیسا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے　　　اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ کے انبیاء مال دیا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے یعنی انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب وتلقین کرتے ہیں۔قرآنِ کریم میں جابجا اس کی تصریح آئی ہے اور اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ دنیا کی مال ودولت اور ٹھاٹھ باٹھ ان لوگوں کے لئے ہے جو رحمان خدا کا انکار کرنے والے ہوتے ہیں جبکہ متقیوں کے لئے آخرت میں عمدہ سامان ہیں۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۙ۔ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ ۙ ۔ وَ زُخْرُفًا ؕ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (الزخرف۔ 43:34-36)

اور اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طرح کی اُمّت بن جائیں گے تو ہم ضرور اُن کی خاطر، جو رحمان کا انکار کرتے ہیں، ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا بنا دیتے اور (اسی طرح) سیڑھیوں کو بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔اور ان کے گھروں کے دروازوں کو بھی اور ان مسندوں کو بھی جن پر وہ ٹیک لگاتے ہیں۔اور ٹھاٹھ باٹھ بھی عطا کرتے ہیں۔مگر یہ سب کچھ تو یقیناً محض دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تیرے ربّ کے حضور متقیوں کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رزق کی کشادگی انسان کو بغاوت کی طرف مائل کر دیتی ہے۔پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ امام مہدی کے دور میں رزق کی کشادگی انسان کو اللہ کی اطاعت سے دور نہ ہٹائے۔یہ ناممکن ہے کہ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ اس دور میں منسوخ ہو جائے یا انسان کی فطرت بدل جائے۔

وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ--- (الشوریٰ۔ 42:28)

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں ضرور باغیانہ روش اختیار کرتے---

انسان کی مال ودولت کے لئے ہوس کے بارے میں قرآن کریم اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (کثرت کی خواہش نے تمہیں برباد کر دیا) کی خبر دیتا ہے جس کی تصدیق میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر ابن آدم کے پاس مال ودولت کی بھری ہوئی دو وادیاں بھی ہوں تو بھی وہ تیسری کی خواہش کرے گا اور انسان کا پیٹ سوائے مٹی (یعنی قبر کی مٹی) کے اور کوئی نہیں بھر سکتا۔(صحیح مسلم)۔یعنی انسان مرتے دم تک مال ودولت کے لالچ کا شکار رہتا ہے۔مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ ''کوئی اس مال کو قبول نہیں کرے گا'' سے مراد وہ روحانی ودینی خزائن ہیں جنہیں دنیا کی محبت کے باعث لوگ قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

اسی زمانہ کے متعلق صحیح بخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم میں حدیث وارد ہوئی ہے کہ اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔مومن دنیاوی مال سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترجیح دیں گے۔یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص طور پر نبی اکرم ﷺ کی سنّت غریبانہ اور فقیرانہ زندگی گزارنے میں ہے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ''الفقر فخری'' کہ فقیری میرا فخر ہے۔جب آپؐ کے بدنِ اطہر پر کھجور کی چٹائی کے نشان دیکھ کر حضرت عمرؓ رو دیئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میرا حال تو ایک مسافر کی مانند ہے جو دنیا میں چند روزہ قیام کے لئے آیا ہے۔عجیب بات ہے کہ کہا تو یہ جاتا ہے کہ امام مہدیؑ اور مسیح موعود علیہ

السلام دنیا میں شریعت محمدیہ کا نفاذ کریں گے اور علامات ساری وہ بتائی جاتی ہیں جو قرآن وسنّت دونوں کے خلاف ہیں۔

حسن بصریؒ کا قول

وَ قَالَ الْحَسَنُ اِنْ کَانَ مَهْدِیٌّ فَعُمَر بن عبدالعزیز و اِلَّا فَلَا مَهْدِی اِلَّا عِیْسَی ابنُ مَریَم (تاریخ الخلفاء از جلال الدین السیوطیؒ صفحه 158)

''حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مہدی ہے تو عمر بن عبدالعزیز ہے ورنہ عیسی ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔

چند دیگر لوگوں کا قول

'' **و قیل: المهدی هو عیسی فقط۔**''اور کہا جاتا ہے کہ صرف عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔(الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی) تفسیر سورہ التوبہ زیر آیت **هو الّذی ارسل رسولهٗ**۔۔۔جلد۔8 صفحہ۔111)

علامہ القرطبی نے اپنی تفسیر میں اگرچہ اس محولہ بالا قول کو غیر صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ کی اس حدیث ''**لا المهدی الّا عیسیٰ**'' کی صحت سے بھی انکار کیا ہے لیکن اس سے یہ بہرحال ثابت ہوتا ہے کہ یہ خیال اس دور میں بھی پایا جاتا تھا کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ یہ انکار کرنے والوں کی بنیادی مشکل یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات اور آسمان پر زندہ موجود ہونے کے قائل تھے۔لہٰذا انہیں اس حدیث اور اس نوعیت کے اقوال کا انکار کرنا پڑا۔

ہندوستان کے ایک مشہور عالم دین حسین احمد مدنی صاحب بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی امام مہدی ماننے کے بارے میں بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔اپنی کتاب ''الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ''میں وہ لکھتے ہیں:

''امام سفارینی کا بیان ہے: **قد کثرت الاقوال فی المهدی حتی قیل لا مهدی الا عیسیٰ والصواب الذی علیه اهل الحق ان المهدی غیر عیسیٰ و انه یخرج قبل نزول عیسیٰ علیه السلام و قد کثرت بخروجه الروایات حتی بلغت حد التواتر المعنوی و شاع ذٰلک بین العلماء السنة حتی عد من معتقداتهم (لوائح الانوار البهیه ص۔80-79، ج 2)**

حضرت مہدی کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں اور صحیح بات جس پر اہل حق ہیں یہ ہے کہ مہدی کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہے۔'' (الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ۔حسین احمد مدنی صفحہ۔4)

بیک وقت دو خلیفہ؟

اس سلسلے میں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر مسیحؑ و مہدیؑ کو دو روحانی مراتب کی بجائے الگ الگ وجود مانا جائے تو پھر امّت میں بیک وقت دو خلفاء کا ظہور ماننا پڑے گا اور خلیفہ ہونے کے باعث دونوں کی بیک وقت بیعت کرنی ہوگی جو ناممکن ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ؟

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" خوب سن لو عیسی ابن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول، یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت (کے آخری زمانہ) میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ یاد رکھو وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور جنگ ختم ہو جائے گی، یاد رہے تم میں سے جو ان کو پائے انہیں میرا سلام پہنچادے۔ الدر المنثور ص بحوالہ طبرانی'' (علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ۔ ص۔95)

امام مہدی بھی آنحضرت ﷺ کے خلیفہ؟

''ثوبانؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تم دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا اگرچہ برف کے گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ جانا پڑے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا (احمد وبیہقی)'' (الامام المہدی از بدر عالم میرٹھی۔ استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند ورفیق ندوۃ المصنفین دہلی۔ ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید، 10 الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحہ۔ 32, 31)

ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے کو قتل کر دو!

خلافتِ اسلامی کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اگر ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے خلیفہ کی بیعت کے لئے کہا جائے تو دوسرے کو قتل کر دیا جائے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب **اذا بویع لخلیفتین** میں درج اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

"عن ابی سعید الخُدْرِیّ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منهما"۔
جب دو خلفاء کی بیعت کے لئے کہا جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔

ان احادیث کی رو سے ہمارے سامنے دو نہایت متضاد باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ امّت میں بیک وقت دو خلیفہ ہوں گے اور خلیفہ وہی ہوتا ہے جس کی بیعت کی جائے۔ اس کے برعکس صحیح مسلم کی کتاب الامارۃ میں درج حدیث کے مطابق بیک وقت دو خلفاء کی بیعت کرنے کی بجائے دوسرے خلیفہ کو قتل کر دینا چاہئے۔ امام مہدی اور مسیح موعود کو دو الگ الگ وجود اور ان دونوں کو امّت مسلمہ کے بیک وقت دو خلفاء ماننے کے باعث یا تو صحیح مسلم میں درج فرمانِ رسول ﷺ کو ترک کرنا پڑے گا یا دونوں خلفاء میں سے کسی ایک کو قتل کرنا پڑے گا۔ بظاہر یہ دونوں کام ہی ناممکن ہیں۔ چنانچہ اس مشکل کا صرف ایک ہی

حل ہے اور وہ یہ کہ مسیحؑ و مہدیؑ کو ایک ہی وجود مانا جائے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنا مقام و مرتبہ بیان فرماتے ہیں تو بعض علماء کے قلم فتاویٰ کفر جاری کرنے کے لئے فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔لیکن یہ علماء خود امام مہدیؑ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام مہدیؑ تو خلفاء راشدینؓ بلکہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہوں گے۔

" ﴿**عن ابن سيرين قيل له المهدى خير او ابوبكر و عمر رضى الله عمهما؟ قال هو اخير منهما و يعدل بنبى**﴾ (**كتاب الفتن: ص ۲۵۰**) علامہ ابن سیرینؒ سے پوچھا گیا کہ امام مہدیؑ زیادہ بہتر ہیں یا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما؟ تو ابنِ سیرین نے کہا کہ امام مہدیؑ ان دونوں سے زیادہ بہتر ہیں اور نبی کے برابر ہیں۔اس قسم کی دو روایتیں علامہ سیوطیؒ نے بھی الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۹۲ پر نقل فرمائی ہیں جن میں سے ایک روایت تو ضمرہ کی سند سے ابن سیرین سے یوں منقول ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:{**اذا كان ذلك فاجلسوا فى بيوتكم حتى تسمعوا على الناس بخير من ابى بكر و عمر، قيل افياتى خير من ابى بكر و عمر؟ قد كان يفضل على بعض**} (الحاوی للفتاوی: ج ۲ ص ۲۹)۔جب فتنوں کا زمانہ آجائے تو تم اپنے گھروں میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ تم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما سے زیادہ بہتر آدمی کے آنے کی خبر سن لو (پھر باہر نکلنا لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما سے بھی افضل کوئی شخص آئے گا؟ فرمایا کہ وہ تو بعض انبیاء پر فضیلت رکھتا ہوگا۔۔۔علامہ سیوطیؒ نے دوسری روایت مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی ہے جس میں ابن سیرین کا قول یوں نقل کیا گیا ہے:{**يكون فى هذه الامة خليفة لا يفضل عليه ابوبكر ولا عمر**} (الحاوی: ج2 ص93) اس امت کا ایک خلیفہ ہوگا جس پر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کو بھی فضیلت نہ ہوگی۔" اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور۔ص51, 52)

"اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافتِ راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی۔" (منصبِ امامت صفحہ 118، از شاہ اسماعیل شہیدؒ)

"ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب "المشرب الوردی فی المہدی" میں تحریر فرمایا ہے کہ:" امام مہدیؑ کی افضلیت پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو "خلیفۃ اللہ" فرمایا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زیادہ سے زیادہ "خلیفہ رسول اللہ" کہا جاتا ہے۔ (الاشاعہ ص238)" اسلام میں امام مہدی کا تصور ص۔54)

امام مہدی کا منکر کافر ہے

نبی اکرم ﷺ نے اپنے خلفاء الراشدین اور کچھ صحابہؓ کوبھی مہدی کہہ کر پکارا ہے (تفصیل آگے آرہی ہے) جبکہ اموی اور عباسی دور میں دیگر لوگوں کوبھی مہدی کہا جاتا تھا۔لیکن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے الامام المہدی اور خلفاء الراشدین و دیگر صحابہؓ میں یہ فرق ہے کہ الامام المہدیؑ کے متعلق تمام مسلمانوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر فائز کئے جائیں گے اور وہ لوگوں کی طرف سے منتخب نہیں کئے جائیں گے۔امام مہدیؑ کے متعلق مسلمانوں کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ان پر ایمان لانا لازمی ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔یہ دو باتیں ایسی ہیں جو صرف ایک نبی کے متعلق ہی کہی جاسکتی ہیں۔ہمارے ارکانِ ایمان میں اللہ، ملائکہ، کتب، انبیاء اور یومِ آخرت پر ایمان لانا تو قرآنِ کریم میں مذکور ہے لیکن کسی غیر نبی امام مہدی پر ایمان لانا کہیں مذکور نہیں۔چنانچہ ثابت ہوا کہ دورِ آخر میں ظاہر ہونے والے الامام المہدی کوئی اور نہیں بلکہ ایک نبی ہیں جسے ایک حدیث میں ''خلیفۃ اللہ'' کہہ کر پکارا گیا ہے۔

> ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے خروجِ مہدی کا انکار کیا، اس نے اس وحی کے ساتھ کفر کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی اور جس نے نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور جس نے خروجِ دجّال کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔۔۔(فصل الخطاب والروض الانف ص160 ج1)'' (علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ۔صفحہ۔93)

> ''امام سفارینی کا بیان ہے: **قد کثرت الاقوال فی المهدی حتی قیل لا مهدی الا عیسیٰ والصواب الذی علیه اهل الحق ان المهدی غیر عیسیٰ و انه یخرج قبل نزول عیسیٰ علیه السلام و قد کثرت بخروجه الروایات حتی بلغت حد التواتر المعنوی و شاع ذٰلک بین علماء السنة حتی عد من معتقداتهم (لوائح الانوار البهیه ج۔3 ص 80-79)** حضرت مہدی کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں۔اور صحیح بات جس پر اہل حق ہیں یہ ہے کہ مہدی کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہے۔ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔ظہور مہدی سے متعلق روایات اتنی زیادہ ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں اور علماء اہلسنت کے درمیان اس درجہ عام اور شائع ہوگئی ہیں کہ ظہور مہدی کو ماننا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔حضرت جابر، حذیفہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنھم سے منقول روایتوں کے ذکر اور نشاندہی کے بعد لکھتے ہیں: **وقد روی عمن ذکر من الصحابة و غیر ما ذکر منهم رضی الله عنهم بروایات متعددة و عن التابعین من بعدهم ما یفید مجموعه العلم القطعی فالایمان بخوج المهدی واجب کما هو مقرر عند اهل العلم و مدون فی عقائد اهل السنة والجماعة (ایضا ص80، ج۔2)**

اوپر مذکور حضرات صحابہ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب رسول ﷺ سے اور ان کے بعد تابعین سے اتنی روایتیں مروی ہیں کہ ان

سے علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا ظہور مہدی پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ یہ امر اہل علم کے نزدیک ثابت شدہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں مدون و مرتب ہے۔'' (الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ۔ حسین احمد مدنی صفحہ۔5-4)

دلچسپ بات یہ ہے کہ غیر احمدی مسلمان علماء امام مہدی کے متعلق مخمصہ کا شکار ہیں اور اُن پر ایمان رکھنے کو ''بحسب تصریح قرآن وحدیث'' نہیں بلکہ ''بحسبِ تصریح علامہ سفارینی'' واجب اور ضروری سمجھنے کے باوجود اسے اسلام کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں شامل نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جس پر ایمان لانا لازمی ہو اس کے متعلق عقیدہ بنیادی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ دین کی بنیاد ایمان پر ہی ہے۔ حسین احمد مدنی صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

''امام مہدی سے متعلق احادیث نہ صرف صحیح و ثابت ہیں بلکہ متواتر اور اپنے مدلول پر قطعی الدلالت ہیں جن پر ایمان لانا بحسبِ تصریح علامہ سفارینی واجب اور ضروری ہے۔ اسی بناء پر ظہورِ مہدی کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ اسلام کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں داخل نہیں ہے۔'' (الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ۔ از حسین احمد مدنی۔ ص۔7)

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ حافظ محمد ظفر اقبال صاحب نے ابن سیرینؒ اور ملا علی قاریؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام مہدی خلفاء راشدینؓ سے ہی نہیں بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہوں گے۔ اس تصریح کو نظر انداز کرتے ہوئے اب وہ لکھتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت امام مہدی کو نہ تو مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور نہ ان کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر جانتے ہیں۔'' (اسلام میں امام مہدی کا تصور۔ ص۔36)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر امام مہدیؑ نہ مامور من اللہ ہیں اور نہ ان کا مرتبہ انبیاء کے برابر ہے تو پھر اُن پر ایمان لانا کیوں لازمی ہے اور ان کا منکر کافر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

امام مہدی میں کمالات نبوّت ہونگے

حضرت امام ربانی، مجدّد الف ثانی، شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں

''جاننا چاہیئے کہ منصب نبوت حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس منصب کے کمالات سے تابعداری کے باعث آپ کے تابعداروں کو بھی کامل حصہ حاصل ہوا ہے۔ یہ کمالات طبقہ صحابہ میں زیادہ ہیں۔ اور تابعین اور تبع تابعین میں بھی اس دولت نے کچھ کچھ اثر کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد یہ کمالات پوشیدہ ہو گئے ہیں اور ولایت ظلی کے کمالات جلوہ گر ہوئے ہیں۔ لیکن امید ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد یہ دولت از سرنو تازہ ہو اور غلبہ اور شیوع پیدا کرے۔ اور کمالات اصلیہ ظاہر ہوں اور ظلیہ پوشیدہ ہو جائیں۔ اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر و باطن میں اسی نسبت علیّہ کو رواج دیں گے۔'' (مکتوبات امام

ربانی،مکتوب۔31،دفتر اول،صفحہ۔184،ادارہ اسلامیات،لاہور)

مہدی ایک نہیں بہت سے ہیں

مہدی کا لغوی معنی ہے"ہدایت یافتہ" یعنی ایسا شخص جو کسی سے ہدایت پا کر رہنمائی کرے۔جبکہ"ہادی" کا مطلب ہدایت دینے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کے مقدّس ناموں میں ایک نام"ہادی" بھی ہے۔جبکہ قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء مہدی ہوتے ہیں جو ہادی یعنی اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر انسانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔اسی طرح ہر نبی مہدی ہے لیکن ہر مہدی نبی نہیں جیسا کہ ہر نبی صالح ہے لیکن ہر صالح نبی نہیں۔مندرجہ ذیل احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے تمام خلفاء الراشدین اور دیگر صحابہؓ کو بھی مہدی کہہ کر پکارا ہے۔جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو بھی مہدی کہا جاتا تھا۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (ابوداؤد کتاب السنۃ،ترمذی کتاب العلم)
تم پر میری اور میرے خلفاء الراشدین المہدیّین کی سنت کی پیروی واجب ہے۔

حضرت ابوسلمہؓ کی وفات پر نبی اکرم ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:
"**اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ** (مسلم کتاب الجنائز)
اے اللہ ابی سلمہ کی مغفرت فرما اور اس کا درجہ مہدیین تک بلند فرما

حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کو دعا دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا (بخاری کتاب الجہاد،مسلم کتاب الفضائل)
اے اللہ!اسے ثباتِ قدم بخش اور اسے ہادی و مہدی بنا۔

علماء امام مہدیؑ کے مخالف ہوں گے

"منقول ہے کہ حضرت مہدی اپنی سلطنت کے زمانہ میں جب دین کو رواج دیں گے اور سنت کو زندہ فرمائیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنائی ہوگی اور اسی کو حسن خیال کر کے دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا تعجب سے کہے گا کہ اس شخص نے ہمارے دین کو دور کر دیا ہے اور ہمارے مذہب و ملت کو مار دیا اور خراب کر دیا۔حضرت مہدی اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور اس کے حسنہ کو سیئہ خیال کریں گے۔" (مکتوبات امام ربّانی۔مجدد الف ثانیؒ۔مکتوب 255۔جلد اول ص۔558،ناشر اسلامی کتب خانہ اردو بازار،لاہور)

''فرمایا زبان ظہور مہدی بہت سخت وخوفناک ہے۔ اکثر لوگ مخالف ہوں گے۔ وہ خود امام مستقل ہوں گے۔ تقلید حنفی وشافعی کی اس وقت نہ رہے گی۔ اکثر علماء اسی وجہ سے مخالفت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت ایمان سلامت رکھے۔ **بـرحـمـة و بـحـرمة نبيه المصطفىٰ** ﷺ۔'' (مولوی اشرف علی تھانوی۔ از امداد المشاق الیٰ اشرف الاخلاق۔ صفحہ۔85)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا کام ۔غلبہ اسلام یا مسلمانوں کی حکومت؟

ہمارے مخالفین احادیث کی من گھڑت تشریحات کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ جب تشریف لائیں گے تو مسلمانوں کی حکومت ساری دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، یہی خیال یہود کا مسیحؑ کے متعلق بھی تھا کہ جب وہ آئیں گے تو ساری دنیا میں ان کی باشاہت قائم ہو جائے گی۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں روحانی بادشاہت کی بشارت دی تو انہیں سخت مایوسی ہوئی اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موعود مسیحؑ ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ان کا سب سے بڑا یہی اعتراض ہے کہ یہ کیسا امام مہدی ہے جس کے آنے پر کسی ایک ملک میں بھی حقیقی اسلامی حکومت قائم نہیں ہوئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین دنیا میں علو اور حکومتیں نہیں چاہتے۔ ان کیلئے دارالآخرۃ ہے اور متقیوں کیلئے تو عاقبت ہی ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ☆

(القصص۔28:84)

یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کیلئے بناتے ہیں جو زمین میں نہ (اپنی) برائی چاہتے ہیں اور نہ فساد۔ اور انجام تو متقیوں ہی کا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تائید میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جس طرح اسلام اپنے ابتدائی دور میں غریب تھا اسی طرح اپنے آخری دور میں بھی اس کے پاس حکومت و بادشاہت نہیں ہوگی بلکہ ابتدائی دور کی طرح اس کا کام لوگوں کی روحانی اصلاح کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے مطابق یہ روحانی اصلاح مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ شامل ہونے والے غریب لوگوں کے ذریعے ہوگی۔ یاد رہے کہ عربی زبان میں غریب مالی طور پر غریب نہیں بلکہ وطن سے دور پردیسی کو کہا جاتا ہے۔ یہ حالت جماعت احمدیہ کے افراد پر صادق آتی ہے جو اپنے وطن سے نکل کر دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیرو کار موحد تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا پیغمبر مانتے تھے اور تورات کی تعلیم پر عمل کرتے تھے۔ انہیں مسیحی تاریخ میں ابیونی (Ebionites) کہا جاتا ہے جس کا لفظی مطلب ''غریب'' ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے آخری زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ملنے والوں کو بھی غریب قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:

بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا سَيَعُوْدُ كَمَا بَدَءَ: فَطُوْبىٰ لِلْغُرَبَاءَ۔فَقَالُوْا وَ مَن الْغُرَبَاء ؟ قَالَ الْفَرَارُوْنَ بِدِيْنِهِمْ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا تھا اور پھر اپنی پہلی حالت کو لوٹ جائے گا۔ پس غریبوں کو مبارک ہو۔ انہوں نے (یعنی صحابہ کرامؓ

نے) پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ غرباء کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ لوگ جو اپنا دین بچانے کی خاطر فرار ہو کر قیامت کے قریب عیسی ابن مریم علیہ السلام سے جاملیں گے۔(مسلم کتاب الایمان۔کنز العمال فصل فی قلۃ الاسلام وغربتہ)

امام مہدیؑ نبی اکرم ﷺ کے مشن کی تکمیل کریں گے

غیر احمدی مسلمان علماء نے قرآن وحدیث کی اس واضح تعلیم کو یا تو بھلا دیا یا جان بوجھ کر پس پشت ڈال دیا کہ نبی کی ذات سے جو وعدے کئے جاتے ہیں ان کی تکمیل نبی کی جماعت کے ذریعے ہوتی ہے، اگر چہ اس کے آثار نبی کی زندگی میں ظاہر ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔جیسا کہ ارضِ موعود کا وعدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا گیا تھا لیکن وہ اس کی سرحد پر پہنچ کر فوت ہوگئے اور ان کی قوم اس میں داخل ہوئی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غالب کردے:

هُوَالَّذِی اَرسَلَ رَسُولَهُ بِالهُدٰی وَ دِینِ الحَقِّ لِیُظهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهٖ، وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیداً (الفتح۔۲۹)
وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے۔اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں کہ امام مہدیؑ آنحضرت ﷺ کے مشن کی تکمیل فرمائیں گے:

مواعید کا ایفاء: از انجملہ مواعید کا ایفاء ہے کہ حق جلّ وعلیٰ نے اپنے رسول کو ان سے موعود فرمایا۔پس ان میں سے بعض کا ایفاء پیغمبر کے ہاتھ سے ہوا اور بعض کی آپؐ کے نائبوں کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی۔چنانچہ ارشاد ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (توبہ وغیرہ) وہ ذات پاک ہے وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب ادیان سے ممتاز کردے۔

دین کی ابتداء و انتہا: ظاہر ہے کہ ظہورِ دین کی ابتدا پیغمبر ﷺ کے زمانے میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی۔اور ایسا ہی قیصر وکسریٰ کے املاک اور ان کے خزائن کا مالک ہونا آنحضرت ﷺ سے اس کا وعدہ کیا گیا تھا مگر ظہور اس کا خلفائے راشدین سے ہوا۔

اتمام امر اللّٰہ: منجملہ مذکورہ امور کے ایک اتمام امر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس پر مامور ہوئے تھے اور اس کی ادائیگی امام سے بھی ظاہر ہوئی۔چنانچہ قرآن میں ہے: قُلْ یٰٓاَیُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (اعراف) کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔اور ظاہر ہے کہ تبلیغ رسالت تمام انسانوں کی نسبت آنجناب سے ثابت نہیں بلکہ امرِ دعوت حضور سے شائع ہوکر یومًا فیومًا خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیینؒ کے واسطے سے ترقی کو پہونچا۔یہاں تک کہ امام مہدی علیہ السلام کے واسطے سے تکمیل پائے گا۔''(منصبِ امامت از شاہ اسماعیل شہیدؒ۔ص-108, 109)

دلائل و براہین سے غلبہ!

تفسیر الکشاف اور تفسیر قرطبی میں سورہ التوبہ اور سورہ الفتح میں آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ کی تفسیر میں لکھا ہے

''و قیل هو عند نزول عیسی حین لا یبقیٰ علی وجه الارض کافر۔ و قیل هو اظهاره بالحجج و الآیات
اور کہا جاتا ہے کہ یہ (غلبہ) نزولِ عیسیٰ کے وقت ہوگا جب روئے زمین پر کوئی کافر باقی نہیں رہے گا اور کہا جاتا ہے کہ یہ (غلبہ) دلائل و نشانات کے ذریعہ ہوگا (تفسیر الکشاف)
﴿ وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ﴾ای بالحجة و البراهین
اور سچے دین کے ساتھ تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔یعنی بدلائل و براہین (تفسیر الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی)

تمام مفسرین متفقہ طور پر لکھتے ہیں کہ اگر چہ غلبۂ اسلام کا یہ وعدہ نبی اکرم ﷺ کے ذریعہ ہونا بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اور مسیحؑ موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا۔لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ غلبہ سنتِ انبیاء علیہم السلام کے مطابق اُن کی جماعت کے ہاتھ سے ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدۃ۔) پس یقیناً اللہ ہی کا گروہ ہے جو غالب آنے والے ہیں۔اگر چہ اس غلبہ کی بنیادیں مسیحؑ و مہدیؑ کے ہاتھ سے رکھ دی جائیں گی۔اس کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث ہے:

''ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا،'' مجھے جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور میری مدد رعب کے ذریعہ کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں'' ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ تو چلے گئے اور تم ان خزانوں سے عیش و آرام کرتے ہو یا اس جیسا کوئی کلمہ فرمایا'' (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ظہورِ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں کشوف

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہت سے اہل کشف والہام لوگوں نے آپ علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں رؤیا و کشوف دیکھے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر اس بات پر اطلاع پائی ہے کہ الامام المہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کے علماء کی چند روایات پیش کی جارہی ہیں جو حضور علیہ السلام کے اس دعویٰ کی صداقت پر شاہد ہیں۔

''علاوہ حضرت خلیل پاشا صاحب مہاجر مکی کے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے مکّہ معظّمہ میں حضرت والا نے ایک اور بزرگ کی بھی زیارت کی ہے جن کا اسم شریف عبدالوہاب بغدادی تھا۔ وہ بہ تصدیق حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز بڑے صاحب کشف تھے۔ ایک بار اپنا کشف حاجی صاحب سرہ العزیز کی مجلس شریف میں بیان فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ اس وقت مالکی مصلیٰ پر حضرت امام مہدی علیہ السلام نماز تہجد پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہاں جا کر دیکھا تو واقعی حضرت امام وہاں نماز پڑھ رہے تھے تو پھر میں نے ان سے بیعت کی۔ جب بغدادی صاحب یہ بیان کر کے مجلس سے چلے گئے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے حاضرین سے فرمایا کہ یہ بڑے صاحب کشف ہیں۔ یہ سُن کر حضرت والا (اشرف علی تھانوی) اُٹھے اور جا کر راستہ میں ان سے مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے حضرت امام کی طرف سے بیعت فرمالیں کیونکہ نہ معلوم ظہور کے وقت میں زندہ رہوں یا نہ رہوں اور اس دولت سے محروم رہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کرلیا۔'' (اشرف السوانح جلد اول ص۔177 دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ، کراچی، اگست 2008)

''حضرت ممدوحؒ (خلیل احمد سہارنپوری) کو کشف بہت ہوتا اور مزاج میں اتنی سادگی تھی کہ بے تکلف اپنے کشوفِ کونیہ کا اپنے لوگوں سے اظہار فرمایا کرتے تھے۔ تذکرۃ الرشید کے بعد سے چونکہ حضرت کو مجھ پر شفقت بہت بڑھ گئی اور آپ کی غایت بے تکلفی نے مجھے بھی بے تکلف بنا دیا تھا اس لئے ایک مرتبہ ظہورِ مہدی کے غایتِ قرب کی بابت اپنے کشوف بیان فرمانے لگے گویا ہر لحہ انتظار ہے اور توقع غالب ہے کہ اسی سال ظہور ہو جائے۔'' (تذکرۃ الخلیل ص۔221 مؤلف عاشق الٰہی میرٹھی۔ ناشر مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

''(349) امام مہدی آخرالزمان کا ذکر تھا فرمایا کہ اکثر لوگ مہدویت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے زمانہ میں بھی کیا ہے۔ بعض لوگ تو بالکل جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض مجبور و معذور ہوتے ہیں۔ سیر اسماء میں یہ غلطی واقع ہوتی ہے۔ خاندان چشتیہ میں سیر اسماء سے ممانعت کی جاتی ہے بلکہ شیخ کا کام اپنے مرید کو سیر اسماء سے نکال دینا ہے۔ اس خاندان میں صرف تین سیریں ہیں سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر

من اللہ اور دوسرے خاندان میں سیر اسماء کے مراقبے تعلیم کئے جاتے ہیں۔ سیر اسم ہادی میں اکثر یہ غلطی واقع ہوتی ہے چونکہ سالک پر سیر اسم ہادی میں تجلیات اسم ہادی کی واقع ہوتی ہیں۔ سالک اپنے آپ کو گمان کرتا ہے کہ مہدی آخر الزمان میں ہی ہوں۔ فرمایا کہ ظہور امام مہدی آخر الزمان کے ہم سب لوگ شائق ہیں مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے اول اول ان کی بیعت اہل باطن اور ابدال شام بقدر تین سو تیرہ اشخاص کے کریں گے اور اکثر لوگ منکر ہو جائیں گے۔ اللہ سے ہر وقت یہ دعا مانگنا چاہئے **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنک رحمةً انک انت الوهاب**۔ فرمایا کہ ایک شامی جن کا نام غالباً سید احمد تھا یہاں مکہ مکرمہ میں بہ انتظار امام مہدی آخر الزماں کہ ان کے مرشد نے ان کو قرب زمانہ امام مہدی کی خبر دی تھی مقیم تھے اور اب ان کے پیر بھائی سید محمد اسی غرض سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اور مجھ سے اکثر اوقات ملتے ہیں اور امام مہدی کے ظہور کے آثار و اخبار سناتے ہیں۔ سید احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول مقبول ﷺ آپ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں **انصرنی انصرک** اور مجھ سے کنارہ کرتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ہندی کے پاس ایک تلوار ہندی ہے تم ان سے تلوار ہندی لیکر امام مہدی علیہ السلام کے معین و ناصر بنو جب انہوں نے یہ خواب بیان کیا میرے پاس دو عمدہ تلواریں تھیں حاجی عبدالحق کہ ہمارے عزیزوں سے تھے اور انگریزی سرکار میں ان کو بڑا اعزاز و اکرام تھا۔ ان کے پاس عمدہ عمدہ تلواریں تھیں۔ انہوں نے دو یا ایک تلوار عمدہ ہم کو ہدیۃً دی تھی میں نے بموجب خواب سید احمد کے بذریعہ مولوی منور علی صاحب تلوار دینا چاہا۔ بلکہ مولوی صاحب میرے پاس سے وہ تلوار اپنے حجرے میں سید احمد صاحب کو دینے کے لیے لے گئے مگر چونکہ اس زمانہ میں کچھ شور و شر ہو گیا تھا اور وہی باعث سید احمد صاحب شامی کے خروج کا ہوا لہٰذا وہ تلوار ان کو نہیں دی گئی۔ فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں بہت سے بزرگ ہیں کہ ان کو دعویٰ ہے کہ ہم مہدی آخر الزماں ہوں گے اور بعض ظہور امام کے منتظر ہیں۔ منجملہ منتظرین کے سید علی بغدادی ہیں وہ اکثر ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں ان کی کشف و کرامت اہل مکہ میں مشہور ہے ان کے حساب سے امام مہدی کے ظہور میں ایک یا دو سال باقی ہیں۔ انہوں نے امام مہدی کو رکن یمانی کے پاس نماز پڑھتے بھی دیکھا ہے اور ان سے مصافحہ بھی کیا ہے۔ اس وقت امام صاحب کی عمر قریب چالیس سال کے معلوم ہوتی تھی۔ سید علی صاحب کہتے ہیں کہ میں بموجب ارشاد جناب سرور عالم ﷺ بہ انتظار امام مہدی علیہ السلام مقیم ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔'' (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص۔ 150, 151)

'' مولانا محمد محسن کاکوروی مشہور نعت گو کے فرزند مولانا انوار الحسن کاکوروی کا خواب درج ذیل ہے۔۔۔ تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے سفر حج میں بمقام مدینہ طیّبہ حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کے متعلق ایک خواب دیکھا۔ حالانکہ اس زمانے میں مجھ کو حضرت مولانا سے کوئی خاص عقیدت بھی نہ تھی۔ البتہ ایک بڑا عالم سمجھتا تھا۔ اور میرا خاندان بھی علمائے اہل حق کا کچھ زیادہ معتقد نہ تھا۔ غرض حضرت مولانا کا مجھ کو مدینہ طیّبہ میں کوئی بعید سے بعید بھی خیال نہ تھا کہ ایک شب خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور پرنور ﷺ ایک چارپائی پر بیمار پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مولانا تھانوی تیمارداری فرما رہے ہیں اور ایک بزرگ دور بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں جن کے متعلق خواب ہی خواب میں معلوم ہوا کہ یہ طبیب ہیں۔۔۔ آنکھ کھلنے پر فوراً میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ حضورؐ تو کیا بیمار ہیں حضورؐ کی امت بیمار ہے اور حضرت مولانا اس کی تیمارداری یعنی اصلاح فرما رہے ہیں۔ لیکن وہ بزرگ طبیب جو دور بیٹھے نظر آ رہے تھے وہ سمجھ میں نہ آئے کہ کون تھے۔ واپس ہندوستان پر میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں یہ خواب لکھ کر بھیجا اور جتنی تعبیر میری سمجھ میں آئی تھی وہ

بھی لکھ دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ وہ بزرگ طبیب کون تھے جو دور بیٹھے نظر آرہے تھے حضرت مولانا نے تحریر فرمایا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور وہ چونکہ ابھی زمانًا بعید ہیں اس لیے خواب میں مکانًا بعید دکھائی دیئے۔'' (بیس بڑے مسلمان۔صفحہ 322)

اب اصلاحِ امّت صرف امام مہدیؑ کے ذریعہ ہوگی!

مندرجہ ذیل حوالوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہوجاتی ہے کہ علماء نے اقرار کرلیا ہے کہ اصلاحِ امت ان کے بس کی بات نہیں رہی۔اب یہ کام صرف امام مہدیؑ ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔

'' حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جب کسی کو اصلاحِ خلق کے بہت در پے دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے۔ہاں بھائی کرو تم کو ثواب ملے گا مگر اب اصلاح کی امید نہ رکھو۔اب اصلاح نہ ہوگی بلکہ فساد ہی بڑھے گا۔بس اب تو حضرت مہدیؓ ہی تشریف لاکرامت کی اصلاح فرمائیں گے۔ماہنامہ ''النور'' ذی الحجہ 1347ھ تھانہ بھون۔یوپی۔بھارت'' (امام مہدی از ضیاءالرحمٰن فاروقی۔ص-1)

'' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند (یوپی۔بھارت) دہلی تشریف لائے۔مدرسہ عبدالرب میں قیام تھا۔کچھ بخار تھا۔حضرت مولانا محمود حسن (شیخ الہندؒ) مولانا احمد حسن امروہیؒ اور امیر شاہ خان صاحبؒ پیر دبا رہے تھے۔خان صاحب نے حضرت نانوتویؒ سے عرض کیا کہ مسلمانوں کے لئے دعا فرمایئے۔یہ ذلیل ہوچکے ہیں۔ان کی حکومت جاچکی ہے۔ان کی جاگیروں اور جائیدادوں پر ساہوکاروں نے قبضہ کرلیا ہے۔حکومت کے لوگ غالب آچکے ہیں۔مسلمان بہت پسماندہ ہوگئے ہیں۔دعا فرمائیں اللہ ذلت رفع فرمادے تو حضرتؒ جوش میں بخار کی حالت میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا امیر شاہ مسلمان ذلیل ہوگئے۔ابھی کچھ ذلیل نہیں ہوئے۔ابھی اور ذلیل ہوں گے۔ذلت کی انتہا ہوجائے گی جس کا تم ابھی تصور نہیں کرسکتے۔اس وقت غیرت الٰہی جوش میں آئے گی اور ادھر سے مدد ہوگی۔خراسان کی طرف اشارہ فرمایا (مطلب ظہورِ مہدیؓ تھا اور یہ قول حضرت شیخ الہندؒ کا ہے)۔غرض قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مطابق اب حضرت مہدیؓ ہی تشریف لاکر دنیا کی اصلاح فرمائیں گے۔ایسی قوت کا مجدد جس کی روحانی قوت اتنی بڑھی ہو کہ وہ پورے عالم کے حالات بدل سکے اس قوت کے مجدد سوائے حضرت مہدیؓ کے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔حکیم الاسلام قاری محمد طیب کی مجالس صفحہ 136 تا 137 سے ماخوذ۔ادارہ تالیفات اولیاء، دیوبند۔'' (امام مہدی۔از ضیاءالرحمٰن فاروقی۔ص۔1,2)

'' بات یہ ہے کہ وہ زمانہ حضور کے زمانہ سے قریب تھا اس وقت نور تھا اب وہ نور نہیں رہا ہم ظلمت کے زمانہ میں ہیں اب چاہے ہم کتنا ہی علم حاصل کرلیں مگر وہ نور نہیں یہ تو خیر القرون میں تھا اور ہم تاریکی کے زمانہ میں ہیں سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی ہزاروں بجلیاں اور گیس روشن ہوجاتے ہیں مگر ویسی روشنی نہیں ہوتی جیسی دن میں ہوتی ہے بس اب تو امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں خیر ہوگی یا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں۔اس سے پہلے تو ظلمت ہی ظلمت ہوگی۔'' (ملفوظات اشرف علی تھانوی۔جلد 6 ص۔162)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور مبارک میں اسلام و مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کی شہادت

ذیل میں غیر احمدی مسلمان علماء کی کتابوں سے چند حوالہ جات پیش کئے جا رہے ہیں جن سے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ مبارک میں اسلام اور مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کی شہادت اور ایک امام کی ضرورت کی پُر درد پکار خود اُن علماء کی تحریروں سے ملتی ہے۔ بدقسمتی سے ان علماء نے مرض اور اس کا علاج جاننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ'' کے اس پرآشوب دور میں مبعوث ہونے والے امام کا انکار کر دیا اور نہ صرف خود گمراہ ہوئے بلکہ کروڑوں لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

عیسائی مشنریوں کے حملے اور مسلمان علماء کی ناطاقتی:

''اسی زمانہ کے درمیان میں دہلی میں پادریوں کے وعظ کا چرچا تھا اور مسلمانوں میں سے بعضے بے چارے اپنی ہمت سے ان سے مقابلہ کرتے تھے کوئی اہل علم جن کا یہ کام تھا اس طرف توجہ نہ کرتا تھا۔'' (سوانح قاسمی حصہ اول ص۔40)

''اسی زمانہ میں پادری لفرائی پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرۃ و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام اسلام و سیرۃ رسولؐ اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرۃ جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے۔ پس الزامی و نقلی و عقلی جوابوں سے ہار گیا مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لفرائی اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰؑ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کرلو۔ اس ترکیب سے اس نے لفرائی کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھوڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی۔'' (مقدمہ از نور محمد نقشبندی چشتی ص۔30۔ معجز نما قرآن مجید بدو ترجمہ۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدّث دہلوی و اشرف علی تھانوی۔ خان پبلشرز ایم پی سٹریٹ، پٹودی ہاؤس، دریا گنج نئی دہلی ۲)

''تبلیغِ عیسائیت کا آغاز ہندوستان میں 1813ء میں ہوا، جبکہ ولبرفورس ممبر پارلیمنٹ کی کوشش سے ہاؤس آف کامنس میں اس مضمون کا ایک بل پاس ہوا کہ ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے لئے اگر پادری جانا چاہیں تو انہیں اجازت ہے۔ اس بل کا پاس ہونا تھا کہ

یورپ وامریکہ سے عیسائی انجمنوں اوراداروں کی طرف سے خاصی تعداد میں پادری اورتبلیغی وفود ہندوستان روانہ ہونا شروع ہوئے اور اس میں برابراضافہ ہوتا رہا۔1900ء سے قبل ہی ایک محتاط اندازہ کے مطابق ان اداروں کے 42 مشن (جن میں ہر مشن ایک وسیع ادارہ تھا) ہندوستان میں قائم ہو چکے تھے۔ یہ ادارے پوری سرگرمی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے کام میں مشغول تھے اوراس کے لئے ہرقسم کے مؤثر وسائل وذرائع اختیار کرنا اپنا مذہبی، قومی، اور سیاسی فرض سمجھتے تھے۔'' (سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی ۔ص37,38)

''اس زمانہ میں عیسائیوں نے جوطریق کار اختیار کیا تھا اورجتنی ہوشمندی اور باخبری کا ثبوت دیا تھا اوراس کے مقابلہ میں مسلمان علماء نے باستثناء چند کے جس غفلت اور بے تعلقی کا مظاہرہ کیا تھا اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر کوئی مؤثر شخصیت سامنے نہ آئی اور مشنریوں کی سرگرمیاں اسی طرح جاری رہیں تو نئی نسل کے دین وایمان کو زیادہ عرصہ تک محفوظ رکھنا ناممکن ہوگا۔ مشنری سوسائیٹیوں نے جوملک کےطول وعرض میں پھیلی ہوئی تھیں اس بات کا عہد کیا تھا کہ ان کو تمام مسلمانوں اور ہندوؤں کوعیسائی بنا کر دم لینا ہے۔ انہوں نے ہندوؤں کے لئے الگ پادری مقرر کئے تھے اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ۔ ان پادریوں کے سٹاف میں مقامی عیسائی بھی ضرور شامل کئے جاتے تھے۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ جس حلقہ اور جس فرقہ میں وہ کام کریں اس کے سب کمزور پہلواُن کی نظر میں ہوں، اوراس کے مسائل اور ذہنی ساخت سے بھی وہ اچھی طرح واقف ہوں۔'' (سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی ۔ص-42)

''مراسلاتِ مذہبی میں شیخ مولا بخش نے اس بات کا صاف اعتراف کیا ہے کہ جو کچھ ہے سب مولانا کا فیض و برکت ہے۔ اس کے آگے لکھتے ہیں کہ:۔ مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی کے بعد علماء میں سے بجز مولانا ممدوح کے کسی کو کامل توجہ اس طرف نہیں ہوئی۔'' (سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی ۔ص-50)

''ہندوستان کے عیسائیوں کواوّل الذکر کتاب (پادری صفدرعلی کی''نیاز نامہ'') پر بہت ناز تھا۔ متعدد علماء نے اس کا جواب دینے کا ارادہ کیا لیکن ان کا یہ ارادہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا۔ مسلمانوں میں اس کی وجہ سے یک گونہ انتشار پیدا ہورہا تھا۔ اکثر ایسا ہوا کہ مسلمانوں نے باقاعدہ جاکر بعض علماء سے درخواست کی لیکن چونکہ اس خطرہ کا ان کو پورا احساس نہ تھا اس لئے آمادگی ظاہر کرنے کے باوجود وہ کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکے۔ مولانا رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیرخان اس وقت مکہ معظّمہ میں موجود تھے، مسلمانوں کا ایک وفد مکۂ معظّمہ اس غرض سے گیا کہ غالبًا مولانا سے اس سلسلہ میں کوئی بڑی مدد مل سکے گی لیکن اس صورت سے بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ پشاور کے ایک مشہور اور ممتاز واعظ اور عالم نے اس کا وعدہ کیا لیکن بدقسمتی سے وہ بھی اس خدمت کو انجام نہ دے سکے۔ بعض علماء وہ تھے جو صرف ان مسائل کی تحقیق کے حق میں تھے جو مستشرقینِ یورپ نے پیدا کردیئے تھے۔ پادریوں کی طرف سے کوچۂ و بازار میں جس طرح عیسائیت کی علانیہ تبلیغ ہورہی تھی اور نبوتِ محمدی اور کلامِ الٰہی موردِ اعتراض اور ہدفِ اہانت بنایا جارہا تھا اس کی طرف ان کو زیادہ توجہ نہ تھی، اس لئے کہ ان کے نزدیک اس کا تعلق فنِ مناظرہ سے تھا اور وہ اس کو برا سمجھتے تھے۔'' (سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی ۔ ص-64)

''انیسویں صدی عیسوی کا ہندوستان: انیسویں صدی عیسوی تاریخ میں اس لحاظ سے خاص امتیاز رکھتی ہے کہ اسلامی ممالک میں دماغی بے چینی اور اندرونی کشمکش اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی۔ ہندوستان اس بے چینی و کشمکش کا خاص میدان تھا۔ یہاں بیک وقت مغربی و مشرقی تہذیبوں، جدید وقدیم نظام تعلیم اور نظامِ فکر اور اسلام و مسیحیت میں معرکۂ کارزار گرم تھا اور دونوں طاقتیں زندگی کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزما تھیں۔ 1857 کی آزادی کی کوشش ناکام ہو چکی تھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے دل شکست کے صدمہ سے زخمی اور ان کا دماغ ناکامی کی چوٹ سے مفلوج ہو رہا تھا۔ وہ دوہری غلامی کے خطرہ سے دوچار تھے، سیاسی غلامی اور تہذیبی غلامی۔ ایک طرف نوخیز فاتح انگریزی سلطنت نے نئی تہذیب وثقافت کی توسیع واشاعت کا کام شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے عیسائی پادری مسیحیت کی دعوت وتبلیغ میں خاص سرگرمی دکھا رہے تھے۔ وہ عقائد میں تزلزل پیدا کر دینے اور عقیدہ اور شریعتِ اسلامی کے ماخذوں اور سرچشموں کے بارے میں متشکک اور بدگمان بنا دینے کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی نئی نسل جس پر اسلامی تعلیمات نے پورے طور پر اثر نہیں کیا تھا اس دعوت وتلقین کا خاص طور پر ہدف اور اسکول وکالج اس ذہنی انتشار اور اندرونی کشمکش کا خصوصیت کے ساتھ میدان تھے۔ ہندوستان میں قبول مسیحیت کے واقعات بھی پیش آنے لگے لیکن اس وقت کا اصل مسئلہ اور اسلام کے لئے صحیح خطرہ ارتداد نہ تھا بلکہ الحاد اور عقائد میں تردّد اور تزلزل تھا۔ عیسائی پادریوں اور مسلمان عالموں میں جابجا مناظرے اور مباحثے ہوئے جن میں عام طور پر علمائے اسلام کو فتح ہوئی اور عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کا علمی اور عقلی تفوّق اور استحکام ثابت ہوا، لیکن ان سب کے نتیجہ میں بہرحال طبیعتوں میں ایک بے چینی اور افکار وعقائد میں تزلزل پیدا ہو رہا تھا۔'' (قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی۔ ص۔ 17-15)

مسلمان عوام اور علماء کی زبوں حالی:

دوسری طرف فِرقِ اسلامیہ کا آپس کا اختلاف تشویشناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تردید میں سرگرم اور کمربستہ تھا۔ مذہبی مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم تھا، جن کے نتیجہ میں اکثر زدوکوب، قتل وقتال، اور عدالتی چارہ جوئیوں کی نوبت آئی۔ سارے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی سی برپا تھی۔ اس صورتحال نے بھی ذہنوں میں انتشار، تعلقات میں کشیدگی اور طبیعتوں میں بیزاری پیدا کر دی تھی اور علماء کے وقار اور دین کے احترام کو بڑا صدمہ پہنچا تھا۔ دوسری طرف خام صوفیوں اور جاہل دلق پوشوں نے طریقت وولایت کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا تھا۔'' (قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی۔ ص۔ 17)

1344 ہجری نبوی جو ہماری تالیف کا مبدا ہے وہ زمانہ تھا جس میں معصیت و بددینی کی گھنگھور گھٹائیں امنڈ امنڈ کر عالم کو محیط ہوتی جاتی تھیں بطحائی پیغمبر کے لگائے ہوئے باغیچے کو ویران کرنے کی کوشش میں صرف دشمن ہی نہیں بلکہ دوست نما اصحاب بھی لگے ہوئے تھے۔ بھولے بھالے مسلمان زمانہ کی روش کے ایسے غلام بن چکے تھے کہ قومی رسم اور بردرانہ رواج ان کو جس کروٹ لٹاتا وہ لیٹتے اور جس پہلو بٹھاتا وہ بیٹھتے تھے۔ دین کی بیخبری جسکو جہالت کہا جاتا ہے اکثر ایمان لائے ہوئے دلوں اور اسلام کا کلمہ پڑھی ہوئی زبانوں پر بھی اس قدر چھائی ہوئی تھی جس طرح برسات کے موسم میں سیاہ اور گنجان بادل آفتاب پر چھا جاتے اور دن کو رات بنا چھوڑتے ہیں۔ تمدن وسیاست اور معاملات وطرز معاشرت اس درجہ بگڑ گیا تھا کہ عام خیالات اور اکثر زبانیں متفق اللفظ اس کی قائل تھیں کہ اسلام

صرف نماز روزہ اور چند غیبی خبروں یعنی بہشت کی حوروں اور دوزخ کے سانپ بچھّو یا قبر کے کیڑے مکوڑوں کے تذکرے کا نام ہے اس کو انسان کی معاش وگزرانِ حیات یا دیگر حالاتِ ظاہری و باطنی سے کوئی علاقہ نہیں ہے جس طرح چاہو تجارت کرو اور جو چاہو کھاؤ پیؤ جو چاہو پہنو اور جس طرح چاہو نشست و برخاست اور ملاقات ومعاشرت کے طریقے اختیار کرو غرض ہر امر میں آزاد ہو اور اگر کبھی پابندی کا خیال آیا تو اصولِ تجارت میں ان اقوام کی تقلید اختیار کی جن کو اسلام سے عداوت اور بانی اسلام سے طبعی عناد تھا۔ طرزِ معاشرت و اندازِ نشست و برخاست میں اتباع کیا تو ان قدیم یا جدید فلاسفروں کا جو اصلاح کے پردہ میں تخریب کے درپے تھے۔ شادی وغمی کے حوادث اور موت وحیات کے لابد پیش آنے والے واقعات میں اطاعت بھی کی تو ان پرانی پڑی ہوئی رسوم کی جن کو شرع تو شرع عقل بھی کسی طرح قبول نہ کرے۔ اور اگر کوئی صاحب ہمت حضرت کسی طرح قبول نہ کرے۔ اور اگر کوئی صاحب ہمت حضرت تہذیب واصلاح نفس کی جانب متوجہ ہوئے تو ان جہالت کے پتلوں اور ان پڑھ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے جن کو خدائی کے دعوے میں بھی شرم نہ آئے۔ غرض کچھ ایسی کایا پلٹی اور ظلمت برسی ہوئی تھی کہ بددینی کا نام دین تھا اور بربادی کا نام شادی جہل کا نام علم تھا اور خرافات و شعبدہ بازی کا نام کشف وکرامات نہ معاملات کی تعلیم نہ اخلاق کی تفہیم نہ الوہیت ورسالت کی تعظیم نہ آداب ومقامات نفس کی تتمیم ایک طوفانِ ضلالت تھا کہ لہراتا ٹکراتا اور گمراہی کا ایک سیلابِ عظیم تھا کہ بڑھتا اور شور مچاتا چلا آتا تھا جس کے مہلک وتباہ کن نتائج کا خلاصہ یہ تھا کہ علم شریعت مصطفیّہ کی تحقیر اور طرز تمدن نبویہ کی تذلیل وتوہین بڑھتی جاتی تھی۔ عوام اپنے آپ کو علماء سے مستغنی و بے نیاز سمجھتے تھے اور نام کے علماء تہذیب نفس سے محرومیت کے باعث ان کے خوشامدی غلام اور تنخواہ دار ملازم بنتے اور دین فروشی کے ذریعہ سے رہی سہی علمی عزّت کو دھکے دے رہے تھے۔ جس طرح کسی زمانہ میں اہل عرب نے بیت اللہ زادہا اللہ شرفًا کو ایام سال کی مقدار پر بتوں کو سجایا اور نیکوکاری سمجھا تھا اسی طرح ہندوستان میں بددینی و بدعقیدگی کے گویا روزانہ نئے مخترعہ خیالات جزو اسلام بنائے جاتے اور تائید دین متین سمجھی جاتی تھی۔ کسی طرف نیچریت کا غلبہ تھا اور کسی جانب اعتزال و دہریت کا۔ کہیں رفض وتشیع کا زور تھا اور کہیں خروج کا۔ ایک جانب عدم تقلید پھیل رہی تھی تو دوسری طرف قرانیت ومرزائیت کا بیج پڑ رہا تھا۔ یہاں ڈھولک وستار کڑک رہے تھے تو وہاں بازاری عورتوں کے گانے پر وجد وحال گرم تھا۔ یہاں گور پرستی وتعزیہ پرستی ہو رہی ہے تو وہاں اولیاء اللہ کی توہین و بدزبانی غرض افراط و تفریط نے وہ مٹی خراب کر رکھی تھی کہ الامان اور اعتدال سے محرومیت نے وہ ناس مار رکھا تھا کہ الحفیظ۔ سب پر طرّہ علماء کا اختلافِ رائے کہ جس کو دیکھئے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنانے کی فکر وتدبیر۔ حبِ جاہ وحبِ مال اور طمع نفسانی وحرص حیوانی جہاں دوسرے مسلمانوں میں سرایت کیے ہوئے تھی اسی طرح بلکہ کچھ زیادہ اِن اصحاب میں بھی گھسی ہوئی تھی جو پیشوا ومقتدا سمجھے جاتے تھے۔ آٹھ آنے پیسوں پر جس مضمون کا چاہو ان سے وعظ کہلا لو اور پچیس ٹکوں پر جس فتوے اور جس مسئلہ پر چاہو دستخط کرا لو اور منشا کے موافق لکھوالو۔ گویا سخت پتھر بنے ہوئے سرچشمۂ اسلام کے دہانہ پر اڑے ہوئے تھے کہ شیریں وخوشگوار پانی سے نہ خود سیراب ہوتے تھے نہ وہاں سے ہٹتے اور دہانہ کھولتے تھے کہ خدا کے دوسرے بندے ہی سیراب ہو جائیں۔ اِنَّـا لِلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رٰجِعُوْن۔'' (تذکرۃ الرشید۔ ص-9,10)

'' ڈریپر نے اپنی کتاب '' مذہب وسائنس'' میں ایک جگہ لکھا ہے کہ: '' اسلام کی بڑھتی ہوئی فتوحات کو چارلس مارشیل کی تلوار نے نہیں روکا بلکہ ان کے باہمی اندرونی فساد سے یورپ کو ان کے ہاتھ سے نجات ملی۔'' اور حق یہ ہے کہ ملّتِ اسلامی کی شیرازہ بندی کو منتشر

کرنے، اس کی قوّت کو کمزور کرنے، اور دشمن کو اندر گھسنے کا موقع جتنا ان داخلی اختلافات نے دیا ہے اتنا خارجی حملوں نے نہیں۔ مذہبی تفریق اور تعصب اس درجہ پہونچ گیا تھا کہ اس کی نظیر شاید ہندوستان کی تاریخ میں نہ اس سے پہلے صدیوں میں ملے گی اور نہ اس کے بعد کے زمانہ میں۔ مناظروں، تکفیر وتفسیق، دشنام طرازی وافترا پردازی سے آگے بڑھ کر بات مقدمہ بازی اور فوجداری تک جا پہنچی تھی اور ایک دو نہیں خاصی تعداد میں ایسے مقدمے غیر مسلم حکام کے سامنے پیش ہونے لگے جن پر غیر مسلموں کو ہنسنے کا موقع ملتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ نہ صرف انگریزوں اور ہندوؤں کو بلکہ خود مسلمانوں کو اپنے دین وثقافت سے یک گونہ بدگمانی پیدا ہورہی تھی۔ ان کے سامنے ایک طرف انگریزوں کا اتحاد، عیسائیوں کی ہم آہنگی اور سرگرمی تھی۔ دوسری طرف جماعتی تعصب کے یہ افسوسناک مظاہر تھے جن کے تصور سے ایک مسلمان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ مرزا حیرت دہلوی نے دو سگے بھائیوں کی لڑائی کا افسوسناک اور چشم دید واقعہ قلمبند کیا ہے جس کو پڑھ کر مسلمانوں کی زبوں حالی کی تصویر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے:۔ ''میں نے یہ خونی منظر اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ میں نے سگے بھائیوں کو لڑتے ہوئے خود ملاحظہ کیا ہے۔ میں نے یہ جگر کاشق کرنے والا ٹکڑا بڑے بھائی کی زبانی جب اس نے چھوٹے بھائی کا ہاتھ توڑ ڈالا ہے خود سنا ہے۔۔ افسوس ہم مسلمان ہی نہ پیدا ہوتے تو یہ دردناک حادثہ نہ ہوتا۔۔ جب چھوٹا بھائی گرا ہے اور ایک ہولناک چیخ ماری تو بڑے بھائی کا دل بھر آیا اور خونِ برادری زور زور سے اس کی رگوں میں جوش مارنے لگا، ہاتھ سے لکڑی پھینک دی، دوڑ کے اپنے بھائی سے لپٹ کر رونے لگا اور مذکورۂ بالا فقرہ کہہ کے ان مولویوں کی شان میں گستاخی کرنے لگا جنھوں نے لڑوایا تھا اور یہاں تک نوبت پہونچائی تھی۔ اس جھگڑے میں صرف پنجابی تھے (پنجاب کے آدمیوں سے مراد نہیں ہے بلکہ ان لوگوں سے مراد ہے جو دہلی میں مشہور ہیں)'' ان ہی پنجابیوں کے متعلق مرزا حیرت نے لکھا ہے کہ:۔ ''یہ وہ لوگ تھے جو یتیم خانوں اور تعلیم گاہوں کے قیام میں پیش پیش رہتے تھے اور ہر اجتماعی اور مفید منصوبہ میں بڑھ چڑھ کر مالی امداد دینے کے لئے تیار رہتے تھے اور اسلام کے نام پر بڑے بڑے کام اور قربانی کے لئے سب سے آگے نظر آتے تھے'' لیکن ان لوگوں کی اس صلاحیت اور قوت کا جو میدان بدقسمتی سے علماء نے ان کے لئے پسند کیا اس کا ذکر ابھی گذرا ہے۔ چنانچہ یہی قوم دیکھتے دیکھتے بأسھم بینھم شدید کی زندہ تصویر بن گئی، اور مختلف صفات اور صلاحیتوں کے افراد جو ایک لڑی میں پیوست تھے، باہم دست وگریبان اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آنے لگے اور ان کو دین ومذہب اور شرافت وانسانیت کا بھی پاس نہ رہا۔ مرزا حیرت دہلوی کے رسالہ مقصد ندوۃ العلماء سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی میں کوٹلہ والی مسجد میں صرف آمین بالجہر پر جھگڑا اتنا بڑھا کہ دو الگ پارٹیاں بن گئیں، ایک پارٹی چاہتی تھی کہ آمین زور سے کہا جائے اور ایک چاہتی تھی کہ چپکے سے۔ اس پر سخت لڑائی ہوئی، متعدد آدمی زخمی ہوئے، پھر مقدمہ چلا اور اس پر ہزاروں روپیہ برباد ہوا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں پارٹیوں میں ہمیشہ کے لئے نفرت وعداوت پیدا ہوگئی اور پھر آج تک ختم نہ ہوئی۔ اسی طرح میرٹھ میں مقلدین وغیر مقلدین کی کشمکش اتنی بڑھ گئی کہ ہائی کورٹ تک مقدمہ پہونچا۔۔۔ اس کے علاوہ علی گڑھ کا مشہور مقدمہ زہر خورانی اس افسوسناک صورتحال کی ایک اور مثال ہے۔ مولانا لطف اللہ صاحب کو زہر دیا گیا لیکن وہ تکلیفیں اٹھانے کے باوجود بچ گئے، لاٹھیاں چلیں، مقدمہ بازی ہوئی اور وہ سب کچھ ہوا جو مسلمانوں کا سر شرم سے جھکا دینے کے لئے کافی ہے اور وہ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ کا ایک بدنما داغ ہے۔ بقول مرزا حیرت کے کہ:۔ ''اگر یہ تمام کیفیت مفصل طور پر لکھی جائے اور مستقل کتابی صورت میں اس ماتمی حالت کو لایا جائے تو یہ وہ تاریخ ہو جو صدہا برس تک ہماری آئندہ مہذب نسلوں کو خصوصاً اور غیر قوموں کو عموماً ہم پر اور موجودہ اسلام پر خندہ زنی کا موقع دے گی۔'' (سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی۔ ص

(100-104-

''اس زمانہ میں طلبہ کی جو حالت تھی اس پر روشنی ڈالتے ہوئے [محمد علی مونگیری] لکھتے ہیں:۔''ان مدارس سے دو وقت طلبہ نکلتے ہیں، اول وقت یہ ہے کہ اثنائے تحصیل میں فکرِ معیشت جب انہیں پریشان کرتی ہے اور کوئی سبب اتفاقی پیش آتا ہے اور مضطر ہو کر تحصیل علم سے دست بردار ہو جاتے ہیں، اس حالت میں افسوسناک امر یہ ہے کہ جس قدر عمر انہوں نے اس علم کی تحصیل میں صرف کی وہ محض بیکار گئی، نہ دنیا کے کام آئی نہ دین کے، کیونکہ جو علم انہوں نے پڑھا وہ کسب معاش کا ذریعہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اب رہا دین، اس کی حالت یہ ہے کہ سلسلۂ درس میں اس قدر معقول کی کتابیں بڑھا دی گئی ہیں کہ عرصہ تک وہ کلّی اور جزئی کے سوا کچھ نہیں جانتے، اگر کوئی مسئلہ فقہ کا دریافت کیجئے تو اس سے بے خبر، عقائد و کلام کی کوئی بات پوچھئے تو اس سے نا آشنا، قرآن مجید کی کسی آیت یا کسی حدیث کا مطلب ان سے حل ہو سکے یہ تو غیر ممکن، اس سے تو ان کے کان آشنا ہی نہیں ہوئے۔'' آگے لکھتے ہیں۔''دوسرا وقت ان کے نکلنے کا وہ ہے کہ جب فارغ التحصیل ہوتے ہیں، ان میں سے بھی اکثر کی حالت تو قریب قریب اوّل ہی گروہ کی ہوتی ہے اور جو صاحب خداداد طبیعت کی وجہ سے ذی استعداد ہوئے، تو اب انہیں یہ فکر در پیش ہوئی کہ گذر اوقات کس طرح ہو، معاش کے پیدا کرنے کی کیا سبیل ہے، اس فکر میں یا تو جو کچھ بھی استعداد تھی وہ بھی ضائع کر دی اور پریشان پھرتے رہے، یا وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے بسر اوقات شروع کی جس کی وجہ سے ہر ایک کی نظروں میں حقیر ہو گئے، اور اگر بڑے خوش قسمت ہوئے تو 25, 20 روپے ماہوار پر پڑھانے کے نوکر ہو گئے۔ ان صاحب کی حالت یہ ہوتی ہے کہ تمام عمر انہیں کتابوں کی لوٹ پھیر میں رہتے ہیں جنہیں پڑھ چکے تھے۔ انہیں یہ نصیب ہی نہیں ہوتا کہ (علوم دینیہ) کی وہ کتابیں دیکھیں جن سے ان کے علم میں ترقی ہو، جن کی وجہ سے وہ کسی علم دین کے ماہر کامل ہو سکیں، یا کوئی ایسا کام دین کا کر سکیں جس سے دین کی اشاعت اور دین کی حمایت ہو اور کوئی معتد بہ فائدہ دین کا ان سے ہو۔ لطف تو یہ ہے کہ فارغ التحصیل تو ہوئے اور وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہو گئے مگر بعض دینی علوم سے ان کے کان بھی آشنا نہ ہوئے۔ قرآن مجید جو ہمارا دین و ایمان ہے اس کے علوم کی طرف توجہ ہی نہیں ہوئی۔ ہمارے ہادی رسولِ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ زبردست دائمی معجزہ دیا گیا جس کا جاننا اور مخالفین کے روبرو اس کے اعجاز کو ثابت کرنا انہیں کا فرضِ منصبی ہے مگر یہ ہماری پیاری اور باعثِ افتخار جماعت اس سے غافل رہی۔ اور بھلا یہ تو مشکل فن ہے جس سے میں نے غفلت بیان کی، قرآن مجید سے بے توجہی کا تو یہ حال ہے کہ سیدھے سادھے مطالب و معانی پر عبور نہیں ہوتا۔ قاضی مبارک و صدرا کا ایک صفحہ بلکہ ایک سطر بلکہ ایک جملہ بھی بغیر استاد سے حل کئے چین نہیں آتا، اگر پڑھ چکے ہیں اور دوسرے شخص نے استاد سے پھر شروع کیا، دوبارہ سہ بارہ سماعت کرنے کو موجود ہیں، مگر قرآن مجید کے معلومات ہمیشہ بالقوہ رہیں گے فعلیت میں کبھی نہ آئیں گے، ایک بار بھی اول سے آخر تک اس کے مطالب پر عبور نہیں ہوتا۔'' آگے دلسوزی کے ساتھ لکھتے ہیں:۔''افسوس صد افسوس! کوئی گروہ طلبہ کا ایسا نہیں نکلتا ہے جو ملحدوں اور جدید فلسفوں کے اعتراضات کو اسلام سے دفع کرے جس کا زہریلا اثر بسبب شیوع بے دینی آزادی کے عالمگیر ہوتا جاتا ہے اس کا مٹانا ہمارے علماء کا فرض ہے جس طرح ہو سکے، غرضکہ نہ تو حالتِ تحصیل میں انہوں نے کسی علمِ دین اور بالخصوص ان علوم مذکورہ میں مہارت و مشق پیدا کی نہ اس کے بعد انہیں نوبت آئی، اب فرمائیے کہ دین کا کام

کون کرے؟ زیادہ افسوس یہ ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نہ تو کسی دینی امر کا انتظام کر سکتے ہیں، نہ اس میں رائے دے سکتے ہیں (شاذ و نادر کا اعتبار نہیں) حالانکہ اس وقت ایسے گروہ کی زیادہ ضرورت ہے۔'' نزاعِ باہمی اور جماعتی عصبیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔'' اب خیال کیجئے مقلدین و غیر مقلدین میں کیسی کیسی شرمناک لڑائیاں ہوتی ہیں، ایک بھائی دوسرے بھائی کی جان کا، مال کا، آبرو کا کس طرح خواہاں ہوتا ہے۔ خلاف مذہب کے اجلاس میں مقدمات جاتے ہیں۔ ہمارے محترم علماء مجرموں کی طرح سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث ان کے جوتوں کے پاس ان کے نیچے ڈھیر ہوتی ہیں اور آمین و رفع یدین کی تحقیق جناب چوبے گھنشیام داس صاحب بہادر اور کرمول صاحب بہادر کے روبرو پیش ہوتی ہیں اور اس کو دین خیال کیا جاتا ہے۔ افسوس صد افسوس! ایسے فہم و خیال پر۔ ہمارے علماء کا اس طرح اجلاس میں کھڑا ہونا کیا شانِ علماء کے خلاف نہیں ہے؟ کیا ہمارے دین کی کتابوں اور ہمارے ہادی برحق کے ارشادوں کا یوں بے حرمتی سے رکھا جانا دین کی ہتک نہیں ہے؟ مذہبی اختلاف کا جھگڑا مخالفینِ مذہب کے روبرو پیش کرنا سخت بے دینی نہیں ہے؟'' (سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی۔ص-125-121)

ضرورۃ الامام کی پکار

'' اس تاریک زمانہ میں بطحائی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچّی پیشینگوئی کے موافق علماء امّت میں ایک ایسے زبردست عالم کی ضرورت تھی جو من کل الوجوہ قابل اعتماد مصلح اور سرتاپا سنت نبویہ کے زیور سے آراستہ کامل اتباع شریعت کاملہ میں مخلوق کے لئے نمونہ اور عالم کے لئے حجت بنے۔ جس کی روحانی قوت ایسی زبردست ہو جس میں متکبر و مغرور مولویوں کو کھینچ لینے کی قابلیت ہو۔ جس طرح علماء میں ہر عالم اپنے خاص گروہ کا سردار بنتا اور ان کے اختلافی امور سلجھاتا ہے اسی طرح یہ مقدس ذات مرجع علماء ہند بنے اور مولویوں میں الجھے پڑے مسائل اور مختلف و متنازع فیہ امور کا تصفیہ کرے۔ غرض نیابت رسالت کا عمامہ سر پر باندھے اور مہتمم بالشان و عظیم خدمت کو انجام دے جس کی تکمیل قوم بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام کے ذمہ ہوتی تھی شریعت کی شاہراہ کا ہادی و مجدّدِ مذہب قرار پائے اور طریقت کی دشوار گزار سڑک کا راہبر و قطب الارشاد۔ میرے پیارے دینی بھائیو! ذرا غور کرو اور دیکھو کہ اس مسند پر بیٹھنے والے حامی دین اور مصلح قوم بزرگ کے لئے کن کن اوصاف کی ضرورت ہے۔ کیا ہاشمی پیغمبر کے جاوید فیضان نبوت کے بحر ذخار سے شاداب ہوئے بغیر اس منصب جلیلہ کے فرائض ادا ہو سکتے ہیں؟ حاشا و کلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس پاکباز جانشین کو نماز و روزہ صدقہ و زکوٰۃ حج و تلاوت قرآن ذکر الٰہی و طلب حلال وغیرہ ضروری امور کے علاوہ چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی وعظ و نصائح اور اصلاحِ غیر کے تمام مقدمات و وسائل کی بڑی ضرورت ہے اس لئے وہ استقلال و صبر اور پختگی و استقامت چاہئے جو پہاڑوں کو زائل کر دینے والے مکر و فریب کا مقابلہ کر سکے اور وہ صبر و تحمل ہو جو کوہ شکن مصائب و آلام اور گھبرا دینے والی طعن و تشنیع کے تیروں کی بوچھاڑ کو برداشت کر سکے۔ حرص و ہوس۔ غیظ و غضب حسد و بغض۔ بخل و حب مال۔ رعونت و حبِّ جاہ۔ تکبر و نخوت۔ خود پسندی و عجب۔ ریاء و سمع۔ درشتی و سختی پاس بھی نہ پھٹکی ہو۔ عبادات کے علاوہ عادات و امور مباحہ مثلاً حرکات و سکنات تک میں سنت مصطفویہ کے اتباع و تقلید کا نور جگمگا رہا ہو۔ توبہ و خوف زہد و اتّقا۔ صبر و شکر۔ اخلاص و صدق۔ توکل و محبت الٰہی اور رضا بر قضا کی دشوار گزار گھاٹیوں کو زبانی نہیں بلکہ عبور کر کے

اور آگے آگے چل کر دکھلا دے۔صوری وجاہت۔معنوی ہیبت۔کریمانہ اخلاق حکیمانہ اشفاق۔مادرانہ ترحم۔پدرانہ تادیب۔لطافت طبع نزاکت وطہارت نفس حسبی شرافت نسبی نجابت میں شہرۂ آفاق ہو۔فصیح وبلیغ شجاع وبہادر کریم النفس وسخی خاشع وخاضع مہمان نواز و متواضع اور اپنے زمانہ میں کیفیاتِ روحانیہ کی قوت وطاقت میں فرد اور یکتا ہو۔‘‘(تذکرۃ الرشید ص۔11)

’’**ایک نئی اور جامع شخصیت کی ضرورت**۔انیسویں صدی کا یہ ہندوستان جس کی تصویر کشی گذشتہ اوراق میں کی گئی ہے ایک ایسے انسان کا منتظر تھا جس کی نگاہ قدیم وجدید کی اس مصنوعی اور سطحی تقسیم سے بالاتر ہو،اس کے نیک وبد اور خوب و ناخوب کا معیار تاریخ اور زمانہ نہ ہو بلکہ تاریخ اور زمانہ خود اس کا پابند ہو،اسلام اس لئے برتر اور بہتر نہیں ہے کہ وہ آج سے چودہ سو برس پہلے کا مذہب ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کا آخری دین اور انسانیت کی نجات کا واحد راستہ ہے۔اسی طرح جدید علوم اور جدید ذرائع ووسائل اس لئے قابل قدر اور قابل تعریف نہیں ہیں کہ وہ بیسویں صدی کے صنعتی اور ترقی یافتہ عہد میں ظہور پذیر ہوئے ہیں، بلکہ اس لئے کہ وہ انسانوں کے لئے مفید ہیں اور ان کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔اس عہد انقلاب کو ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جس میں نہ حلقۂ مدارس کی طرح ہر جدید سے نفرت اور ہر قدیم سے محبت ہو اور نہ جدید طبقہ کی طرح وہ مغرب کی ذہنی غلامی میں مبتلا اور اندھی تقلید کا شکار ہو، نہ اس میں جزئیات اور غیر ضروری اشیاء پر بیجا اصرار ہو اور نہ دین کے بنیادی اور ضروری اجزاء میں نرمی اور مداہنت۔وہ ایک طرف زمانے کا نبض شناس، ملک کے سماجی اور عقلی تغیرات، اور نئی نسل کی نفسیات سے بخوبی واقف ہو دوسری طرف ایمان ویقین کا حامل وداعی، معرفت الٰہی کا محرمِ اسرار اور رشد وہدایت اور اصلاح وتربیت کا قافلہ سالار ہو، عقائد اور اصول کے معاملہ میں فولاد کی طرح سخت ہو اور اجتہادی مسائل اور فروعی اختلافات کے شعبہ میں ریشم کی طرح نرم۔اس میں مفید خیالات و تجربات سے فائدہ اٹھانے کی پوری صلاحیت اور قابلیت موجود ہو اور قرآن وحدیث کی رہنمائی اور روشنی میں، نیز اپنے اجتہاد وبصیرت، ایمانی فراست، علم ومطالعہ اور فہم وتدبر سے کام لیتے ہوئے ان افکار وخیالات وتجربات میں حسب ضرورت ترمیم واضافہ کر سکے اور ان کو اپنے اصولوں کے مطابق اور اپنے ماحول کے موافق بنا سکے۔غرض ایک ایسی شخصیت جو ایمان ویقین اور علم جدید، روحانی قوت اور جدید صلاحیت، اخلاص ومحبت اور علم وثقافت، صالح قدیم ورثہ اور نئے علم ومعلومات کو(جو اکثر متضاد خیال کئے جاتے ہیں) باہم جمع کر سکے اور ان میں صحیح تناسب اور فرق مراتب برقرار رکھ سکے اس عہد کی اولین ضرورت تھی۔‘‘(سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔تالیف سیّد محمد الحسنی۔ص105-106)

علاماتِ مسیحؑ ومہدیؑ کے تضادات اوران کی تاویلات

عذرِ گناہ بدتر از گناہ!

مسیحؑ ومہدیؑ کی آمد کی علامات کا پس منظر اوران کا مقام ومرتبہ بیان کرنے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے متعلق احادیث، جن پر عقیدہ رکھنے اور سیّدنا حضرت مسیحؑ موعود کا دعویٰ بظاہران کے خلاف ہونے کی بناء پر یہ علماء احمدیت کا انکار کرتے ہیں، کس قدر متضاد ہیں اوران تضادات کو دور کرنے کے لئے علماء نے کیا کیا تاویلات کی ہیں جو عذرِ گناہ بدتر از گناہ سے کم نہیں ہیں۔

صلیب توڑنے کی تاویل

احادیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ دنیا بھر میں لاکھوں کروڑوں صلیبیں اور خنزیر موجود ہیں۔لیکن سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی کام کرتے رہیں گے تو غلبہ اسلام کا کام کب کریں گے۔ چنانچہ علماءِ اسلام نے صلیب توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ عیسائیت کے باطل عقائد کا خاتمہ کر دیں گے۔مفتی محمد رفیع صاحب اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سعید بن المسیّبؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں (اے امت محمدیہ) ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے (یعنی صلیب پرستی ختم کر دیں گے)۔'' (علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ ۔از مفتی محمد رفیع عثمانی۔صفحہ۔45، ناشر مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

چیونٹی سے مراد آدمی

مفتی صاحب نے اسی کتاب میں مندرجہ ذیل حدیث کی تشریح میں چیونٹی سے مراد آدمی لئے ہیں۔لکھتے ہیں:

> ''ایک آگ جو عدن کی گہرائی سے نکلے گی) اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی، چھوٹی اور بڑی چیونٹی کو جمع کر دے گی (یعنی ہر چھوٹے بڑے،ضعیف اور قوی آدمی کو محشر میں جمع کر دے گی) طبرانی، حاکم، ابن مردیہ، اور کنز العمال'' (ایضاً صفحہ۔71)

لفظ کافر حقیقت یا احتمال؟

احادیث میں لکھا ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کے ماتھے پر دونوں آنکھوں کے بیچ لفظ ''کافر'' لکھا ہوگا جسے ان پڑھ مسلمان بھی پڑھ سکے گا۔
اس کی تاویل کرتے ہوئے مفتی رفیع صاحب لکھتے ہیں:

''ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ حقیقۃً لکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید بھی نہیں، لیکن احتمال یہ بھی ہے کہ حدیث میں " لکھا ہوا ہونے" کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں بلکہ استعارہ کے طور پر اس کی دونوں آنکھیں اس کے کافر ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہوں گی کیونکہ وہ کانا ہونے کے باوجود خدائی کا دعوی کرے گا جس سے ہر مومن پہچان سکے گا کہ وہ کافر ہے۔ "(ایضًا۔حاشیہ صفحہ۔81)

لفظ ''درمیان'' کی تاویل

متعدد احادیث کے ذریعے مسلمانوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام ایک ہی وقت اور ایک ہی علاقہ میں ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔لیکن مفتی صاحب کی خود نقل کردہ مندرجہ ذیل حدیث بتارہی ہے کہ امت محمدیہ کے شروع میں نبی اکرم ﷺ، درمیان میں امام مہدی اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ ایسی امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں میں ہوں اور آخر میں عیسی علیہ السلام اور درمیان میں مہدی۔نسائی، ابونعیم، والحاکم وابن عساکر و کنز العمال والسراج المنیر''(ص۔73)

اس مشکل کو حل کرنے کی کوشش میں مفتی صاحب نے لفظ درمیان کی تاویل کرتے ہوئے لکھا:

درمیان سے مراد آخری زمانہ سے متصل پہلے کا زمانہ ہے۔اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا، اور وہ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔''(حاشیہ ص۔73)

لفظ درمیان کے دو معانی ہو سکتے ہیں۔کسی بھی چیز کے نقطہ الف اور نقطہ ب کے درمیان ہونے کا مطلب ہے کہ وہ چیز یا تو دونوں نقاط کے درمیان کسی بھی جگہ پائی جاسکتی ہے یا دونوں کے عین درمیان میں اس طرح کہ اس کا فاصلہ دونوں نقاط سے برابر ہو۔عربی زبان میں اوّل الذکر کیفیت کو ''بیـــن'' جبکہ مؤخر الذکر کیفیت کو ''وسط'' یا ''اوسط'' سے ظاہر کیا جاتا ہے۔مذکورہ بالا حدیث، جس میں امام مہدیؑ کو نبی اکرم ﷺ اور مسیحؑ موعود کے درمیان قرار دیا گیا ہے وہاں لفظ ''بین'' نہیں بلکہ ''اوسط'' استعمال کیا گیا ہے۔جس کا مطلب ہے عین درمیان۔یعنی امام مہدیؑ کا زمانی فاصلہ نبی اکرم ﷺ اور مسیحؑ موعود، دونوں سے یکساں ہونا چاہئے۔جبکہ دوسری احادیث میں امام مہدیؑ اور مسیحؑ موعود کو شانہ بشانہ کام کرتے بتایا گیا ہے۔اسی الجھن کو دور کرنے کے لئے مفتی صاحب نے لفظ ''اوسط'' کا ترجمہ وہ کیا ہے جو دراصل ''بین'' کا ترجمہ ہے۔

لیکن مفتی رفیع صاحب کی تاویل میں الجھن یہ ہے کہ انہوں نے امام مہدیؑ کے دور کو، جسے رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں درمیانی دور قرار دیا ہے، آخری دور سے متصل اور پہلے کہا ہے۔ اگر ایسا مان بھی لیا جائے تب بھی امام مہدیؑ اور مسیحؑ موعود کی ملاقات ناممکن ہے کیوں کہ کسی چیز کے کسی دوسری چیز سے متصل اور پہلے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں پہلی چیز ختم ہوتی ہے وہاں دوسری شروع ہوتی ہے۔ جیسے ایک مکان دوسرے سے متصل ہوتا ہے لیکن ساتھ جڑے ہونے کے باوجود دونوں مکان الگ الگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اگر امام مہدیؑ اور مسیحؑ موعود کا دور متصل ہو تب بھی مسیحؑ موعود کا دور امام مہدی کے دور ختم ہونے پر ہی شروع ہوگا۔

امام مہدیؑ کے حسب ونسب کی تاویل

اس بات پر اصرار کیا جاتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سادات میں سے ہونگے۔ اس عقیدہ کے پھیلنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کو الگ الگ شخصیات سمجھا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ شیعہ لوگوں کا پھیلایا ہوا ہے جو امامت وسیادت کو صرف حضرت فاطمہؓ کی اولاد تک محدود رکھنا چاہتے ہیں اور امّت کے دیگر افراد کو تقویٰ اور بزرگی کے اعلیٰ معیار کے قابل نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ۔ (سورۃ الحجرات۔49:14)۔
یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ وہ معزز ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے

اسی طرح آلِ رسول صرف نبی کی جسمانی اولاد تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس اگر رسول کی اپنی اولاد غیر صالح ہو تو وہ آلِ رسول کا حصہ نہیں کہلاتی جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلایا کہ تو نے تو کہا تھا کہ تیری آل کو طوفان سے محفوظ رکھوں گا لیکن میری آنکھوں کے سامنے میرا بیٹا ڈوب رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔۔۔ (سورۃ ھود۔11:47)

اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔

اس کے برعکس نبی کے ماننے والے صالحین متقین اس نبی کی آل میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری ذریّت وہی ہے جو میری فرماں بردار ہے۔ (سورۃ ابراہیم۔ 37 : 14) لہٰذا ثابت ہوا کہ آلِ نبی ہونے کے لئے جسمانی اولاد ہونا ضروری نہیں۔ ایک حدیث کے ذریعے ثابت ہے کہ محض اہلبیت میں سے ہونا تقویٰ اور بزرگی کے اعلیٰ معیار کا ضامن نہیں۔

رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِى يَزْعُمُ اَنَّهُ مِنِّى وَلَيْسَ مِنِّى وَ اِنَّمَا اَوْلِيَائِى الْمُتَّقُوْنَ (سنن ابی داؤد کتاب الفتن صفحه۔507)
میرے اہل بیت میں سے ایک شخص یہ زعم کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے لیکن وہ مجھ سے نہ ہوگا اور یقیناً میرے دوست صرف متقی ہی ہیں۔

قام رسول اللّٰه (ص) علی الصفا فقال: یا بنی هاشم، یا بنی عبدالمطلب، انی رسول اللّٰه الیکم، و انی شفیق علیکم، و ان لی عملی و لکل رجل منکم عمله، لا تقولوا: اِن محمدًا منّا و سندخل مدخله، فلا واللّٰه ما

أولیائی منکم ولا من غیرکم یا بنی عبدالمطلب الا المتقون، ألا فلا اعرفکم یوم القیامة تأتون تحملون الدنیا علی ظهورکم و یأتی الناس یحملون الآخرة... (روضة الکافی-155)

رسول اللہ ﷺ صفا پر کھڑے ہوئے اور کہا: ”اے بنی ہاشم !اے بنی عبدالمطلب !میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور میں تم پر شفیق ہوں۔ میرے لئے میرا عمل ہے اور تم میں سے ہر ایک مرد کے لئے اس کا عمل ہے۔ یہ مت کہنا کہ محمد ہم میں سے ہیں اور ہم ان کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل ہو جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم تم میں سے یا تمہارے غیر میں کوئی بھی میرے ولی نہیں مگر صرف متقی۔ آگاہ رہو کہ روز قیامت اگر تم اپنی کمروں پر دنیا اٹھائے ہوئے لائے اور دوسرے لوگ آخرۃ اٹھائے ہوئے لائے تو میں تمہیں نہیں پہچانوں گا۔“(روضۃ الکافی۔ص۔155)

دلچسپ بات یہ ہے کہ امام مہدی کے سادات میں سے ہونے کی روائتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی لٹریچر میں یہ روایت بھی پائی جاتی ہے کہ ظہور امام مہدی کے وقت یہ کہہ کر اس کا انکار کر دیا جائے گا کہ وہ بنی فاطمہؓ یا آلِ محمدؐ میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ بحارالانوار میں ابوجعفر اور ابوعبداللہ سے دو روایات مذکور ہیں جن کے مطابق امام مہدی سے کہا جائے گا کہ تو آلِ محمدؐ اور بنو فاطمہؓ میں سے نہیں ہے۔

یہ پیشگوئی سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس میں بتام وکمال پوری ہوئی جب آپؑ کا یہ کہہ کر انکار کر دیا گیا کہ آپؑ بنی فاطمہؓ اور آلِ محمدؐ میں سے نہیں ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نورِ الٰہی اور فیضانِ نبوت محمد یہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی مدد سے اپنے حکم وعدل کے منصب کو اعلیٰ شان سے نباہتے ہوئے جہاں سلسلہ نسب مہدی کی مختلف روایات کی بے مثل تطبیق فرمائی وہاں فارسی الاصل ہوتے ہوئے سادات سے اپنا رشتہ اور تعلق اس طرح بیان فرمایا:

”سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگر چہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں اُن کے گئیں۔“(نزول المسیح صفحہ۔50، روحانی خزائن، جلد۔18، صفحہ۔426 حاشیہ در حاشیہ)

پیشگوئیوں کے عین مطابق علماء نے آپؑ کی اس دلیل کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لیکن خدا کی قدرت کے زبردست ہاتھ نے انہی علماء کے ہاتھوں سے آپؑ کی تائید میں تحریریں نکلوائیں۔ انور شاہ کشمیری صاحب علماء دیوبند میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ یہ صاحب تمام عمر خود کو سیّد لکھتے اور کہلاتے رہے جبکہ ان کے خاندانی شجرہ کے مطابق ان کا تعلق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے خاندان سے تھا۔ ان کے معترضین نے اس بات کو خوب اچھالا اور ان کو نسب بدلنے کے طعنے دیتے رہے۔ ان کے صاحبزادے انظر شاہ مسعودی صاحب نے اپنے والد صاحب کی سوانح حیات ”نقشِ دوام“ لکھتے ہوئے اس الزام کی صفائی دینے کی کوشش کی ہے اور ہوا یوں ہے کہ صفائی دیتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید کر بیٹھے ہیں۔ انظر شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اور یہ تو بالکل حقیقت ہے کہ اس خاندان میں ابتداء سے تا راقم الحروف سادات کی لڑکیاں یا اس خاندان کی لڑکیاں سادات میں آتی جاتی رہیں۔ حضرت شاہ صاحب مرحوم کی والدہ سیّدہ تھیں۔ آپ کی اہلیہ سیّدہ تھیں۔ برادر اکبر مولانا ازہر شاہ صاحب کی موجودہ

اہلیہ سیّدہ ہیں۔ خاکسار کی مرحومہ اہلیہ سادات سے تھیں میری ایک ہمشیرہ سادات ہی میں بیاہی گئیں۔ ایک برادر زادی خاندان سادات میں منسوب ہے۔ راقم الحروف کا پورا ننھیالی سلسلہ قصبہ گنگوہ کے سیّد خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ غرض یہ کہ چپ وراست میں سادات سے ایک طویل وعریض تعلق موجود ہے۔ مفسّرین ومحققین علماء نے بعض آیات کے تحت واضح طور پر لکھا ہے کہ شرف نسب حاصل کرنے کے لئے اگر ننھیال سادات سے ہو تو اس کی جانب انتساب کرتے ہوئے خود کو سیّد کہنا ولکھنا جائز ہے۔ اس لئے خانوادہ انوری کے بعض افراد اگر خود کو سیّد لکھتے ہیں یا حضرت شاہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ سیّد کے ضمیمہ کو حرف غلط قرار نہیں دیا تو یہ کوئی مجرمانہ اقدام نہیں تھا جس کے لئے نصف صدی کے گذرنے پر بعض ناعاقبت اندیش قلم سزا دہی کے لئے پر تول رہے ہیں۔" (نقشِ دوام صفحہ۔22)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں خود کو مندرجہ بالا اصول کی بناء پر، جو خود علماء ومفسّرین کو بھی مسلّم ہے، سادات میں سے قرار دیا وہاں اپنا اہل فارس میں سے ہونا بھی ثابت فرمایا اور اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں اپنے خاندان کو خاندان مغلیہ اور خاندان سادات سے مرکب قرار دیا ہے (روحانی خزائن جلد۔15، صفحہ۔287)۔ اس کے ساتھ ہی اسی کتاب میں حضورؑ نے خود کو شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی کتاب فصوص الحکم میں مندرج پیشگوئی کے مطابق چینی الاصل موعود کا مصداق بھی قرار دیا ہے (روحانی خزائن جلد۔15، صفحہ 482, 483)۔

پیشگوئیوں کے عین مطابق علماء نے حضورؑ کے ان تمام دعاوی کو غلط اور ایک دوسرے سے متضاد قرار دیتے ہوئے ردّ کر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ خود احادیث میں حضرت امام مہدیؑ کی مختلف بلکہ متضاد خاندانی نسبتوں کا ذکر موجود ہے۔ حافظ محمد ظفر اقبال صاحب (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور) نے پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب (استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) کے افادات پر مبنی ایک کتاب "اسلام میں امام مہدی کا تصوّر" تالیف فرمائی ہے جس کے ناشر بیت العلوم۔ 20 نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی، لاہور ہیں۔ اس کتاب میں امام مہدیؑ کے نسب کے متعلق مندرجہ ذیل احادیث درج کی گئی ہیں۔

"امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔" [ابوداؤد کتاب المہدی] (صفحہ:63۔ اسلام میں امام مہدی کا تصور۔ مؤلف حافظ محمد ظفر اقبال، فاضل جامعہ اشرفیہ۔ ناشر بیت العلوم، 20 نابھہ روڈ پرانی انارکلی، لاہور۔)

"اس بات میں اختلاف ہے کہ امام مہدی حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے۔۔۔" (صفحہ:69 اسلام میں امام مہدی کا تصور از افادات پروفیسر محمد یوسف خان، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔ مؤلف حافظ محمد ظفر اقبال، فاضل جامعہ اشرفیہ۔ ناشر بیت العلوم، 20 نابھہ روڈ پرانی انارکلی، لاہور۔)

"حضور ﷺ نے (ایک مرتبہ) حضرت فاطمہؓ سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا کہ ان دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد میں سے مہدی ہوں گے، میرے چچا عباس کے خاندان سے۔" (صفحہ:70۔ اسلام میں امام مہدی کا تصور از افادات پروفیسر محمد یوسف خان، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔ مؤلف حافظ محمد ظفر اقبال، فاضل جامعہ اشرفیہ۔ ناشر بیت العلوم، 20 نابھہ روڈ پرانی انارکلی، لاہور۔)

حضرت علیؓ نے فرمایا اور دیکھا اپنے بیٹے حضرت حسن کو اور کہا یہ بیٹا میرا سردار ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام رکھا اور عنقریب اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا کہ وہ نام زد ہوگا تمہارے نبی ﷺ کے نام سے اور سیرت میں بھی انہیں سے مشابہ ہوگا مگر صورت میں مشابہ نہ ہوگا پھر ذکر کیا حضرت علیؓ نے قصہ یَمْلَاءِ الْاَرْضِ عَدْلًا کا (یعنی بھر دے گا زمین کو انصاف سے)۔[ابوداؤد کتاب المہدی]

علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں ابن عساکر کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ میری اولاد میں ایک ایسا شخص ہوگا جو زمین کو اس طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔ (ص۔270، طبع اول از دار صادر، بیروت، 1997)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سادات، فارسی النسل، مغل، ترک اور چینی ہونے کے ان دعاوی پر اعتراض اور استہزاء کرنے والے اس کتاب میں حضرت امام مہدیؑ کی مختلف خاندانی نسبتوں کے بارے میں کیا توجیہات پیش فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

''مذکورہ بالا روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدیؑ حضرت فاطمہ کی اولاد سے نجیب الطرفین سید ہونگے لیکن اس پر حضرت عثمانؓ کی روایت سے اعتراض لازم آتا ہے جس میں یہ ہے کہ امام مہدیؑ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ (کتاب البرہان ج2 ص591 مرقاۃ المفاتیح ج10 ص175) اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن حجر ہیثمی مکی تحریر فرماتے ہیں: ﴿**ویمکن الجمع بانہ لا مانع من ان یکون زریتہ ﷺ و للعباس فیہ ولادۃ من جھۃ ان امھاتہ عباسیۃ والحاصل ان للحسن فیہ الولادۃ العظمی لان احادیث کونہ من ذریتہ اکثر و للحسین فیہ ولادۃ ایضا و للعباس فیہ ولادۃ ایضا ولا مانع من اجتماع ولادات المتعددین فی شخص واحد من جھات مختلفہ**﴾ (القول المختصر: ص۔23)

ان مختلف روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے کہ امام مہدیؑ (اصالۃً) تو حضور ﷺ کی ذریّت میں سے ہونگے اور (تبعًا) حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے بھی اس اعتبار سے ہوں گے کہ ان کے سلسلہ نسب میں سب سے زیادہ حضرت حسنؓ کی نسبت نمایاں ہوگی اس لیے کہ اس قسم کی روایات زیادہ ہیں اس کے بعد حضرت حسینؓ اور پھر حضرت عبّاسؓ کی ولادت بھی اس میں شامل ہوگی اور ایک ہی شخص میں مختلف جہات سے متعدد ولادتوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔ علامہ ابن حجر مکیؒ کے اس جواب کو آسان لفظوں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ ایک آدمی کئی آدمیوں کی اولاد ہوسکتا ہے مثلاً ایک شخص کے سلسلۂ نسب میں اس کے آباؤاجداد میں سے کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا جو مثلاً حضرت عباسؓ کے خاندان میں سے تھی، اس کے یہاں جو اولاد ہوئی اس نے حضرت حسینؓ کے خاندان میں سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرلیا پھر اس کے یہاں جو اولاد ہوئی اس نے حضرت حسنؓ کے خاندان کے ساتھ مناکحت کا تعلق کرلیا اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح امام مہدیؑ کے نسب کی روایات میں کوئی تعارض اور اختلاف باقی نہیں رہتا۔'' (اسلام میں امام مہدی کا تصور۔ص۔72)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہل بیت میں سے ہونا ایک اور جہت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان

فارسیؓ کی قوم سے ایک ایسے شخص کے آنے کی خبر دی جو ایمان کو ثریا ستارے سے بھی کھینچ لائے گا اور اس کی بعثت آخرین میں ویسے ہی ہوگی جیسی آنحضرت ﷺ کی بعثت امیّین میں ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے "سلمان منّا اهل البیت" کہہ کر حضرت سلمان فارسیؓ کو اپنے اہل بیت میں سے قرار دیا تو گویا اہل فارس میں سے آنے والا یہ عظیم الشان شخص یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام اہل بیت میں شامل قرار پائے۔ ان تمام باتوں سے جہاں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ مہدویت سچّا ثابت ہوتا ہے وہاں یہ بات بھی صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ علماء ایک طرف تو حق کو چھپاتے ہیں اور عوام الناس کو اصل ماخذ تک رسائی حاصل نہیں کرنے دیتے اور دوسری طرف وہ جن تاویلات کے ذریعے اپنے مؤقف کو ثابت کرتے ہیں انہی تاویلات کا استعمال اپنے مخالفین کے لئے ناجائز قرار دے دیتے ہیں جو کہ نہ صرف علمی بلکہ اخلاقی بد دیانتی بھی ہے۔

امامکم منکم کی تاویل:

نزولِ مسیح علیہ السلام کے بارے میں تواتر سے ایک بات کہی جاتی ہے کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کی امامت میں نماز پڑھیں گے۔ عوام کے سامنے اس بات کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے گویا دوسری کوئی ایسی حدیث موجود نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نماز پڑھانے کا ذکر موجود ہو۔ لیکن اس معاملے میں ذرا سی بھی تحقیق کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں جن میں یہ ذکر موجود ہے کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے۔

فَیَنزِلُ عِیسَی ابنُ مَریَمَ عَلَیه السَّلَامُ فَاَمَّھُم (مسلم کتاب الفتن والشراط الساعة)

پس عیسی ابن مریم نازل ہونگے اور وہ امام ہونگے

عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَیفَ اَنتُم اِذَا نَزَلَ ابنُ مَریَمَ فِیکُم فَاَمَّکُم. (مسلم کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں اتریں گے اور امامت کریں گے تمہاری۔

عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَیفَ اَنتُم اِذَا نَزَلَ ابنُ مَریَمَ فِیکُم فَاَمَّکُم مِنکُم قَالَ اَبِی اِبن ذِئب ٍ ھَل تَدرِی مَا اَمَّکُم مِنکُم قُلتُ تُخبِرُنِی قَالَ فَاَمَّکُم بِکِتَابِ رَبِّکُم عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّۃِ نَبِیِّکُم ﷺ. (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے پھر امامت کریں گے تمہاری تم میں سے ہی۔ ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے، امامت کریں گے تمہاری تم میں سے۔ میں نے (ولید بن مسلم نے) کہا بتائیے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق امامت کریں گے۔

مفتی صاحب انہی الفاظ پر مشتمل ایک اور حدیث بیان کرتے ہوئے اور پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابھی مسلمان جنگ کی تیاری اور صفیں درست کرنے ہی میں مشغول ہوں گے کہ نماز (فجر) کی اقامت ہوجائے گی اور فوراً عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے اور (مسلمانوں[۳] کے امیر کو) ان کی امامت (کا حکم) فرمائیں گے... (حاشیہ[۳]) حدیث کے لفظ "فامّہم " کا اصل ترجمہ تو یہ ہے کہ ''پس آپ ان کی امامت فرمائیں گے'' اب اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ ''اب آپ مسلمانوں کی قیادت اور امارت کے فرائض سرانجام دیں گے''۔اس میں تو کوئی اشکال ہی نہیں۔دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اب آپ نماز میں ان کی امات کریں گے۔اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حدیث ۲ میں گزر چکا ہے کہ نزول کے وقت نماز کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ امام مہدی کریں گے۔اس اشکال کے دو جواب ہوسکتے ہیں۔ایک وہ جس کی طرف ہم نے متن کے ترجمہ میں قوسین کی عبارت بڑھا کر اشارہ کردیا ہے کہ امامت فرمانے سے مراد امامت کا حکم دینا ہے کیونکہ عربی اردو میں بکثرت کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں شخص کو قتل کردیا اور مراد یہ ہوتا ہے کہ قتل کا حکم دیا، اور دوسرا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ اس پہلی نماز کے بعد آئندہ نمازوں کی امامت مراد ہے۔یعنی آئندہ نمازوں کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے، اگرچہ نزول کے وقت نماز کی امامت امام مہدی کریں گے۔'' (حاشیہ ص۔55, 56)

بعض احادیث میں ''فَاَمَّکُمْ مِنْکُم'' کی بجائے ''وَ اِمَامُکُم مِنْکُم'' کے الفاظ آئے ہیں۔یہاں علماء نے امام کا مطلب مسلمانوں کا سربراہ اور خلیفہ لینے کی بجائے نماز پڑھانے والا امام مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امام (یعنی نماز پڑھانے والا امام) انہی میں سے یعنی مسلمانوں میں سے ہی ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُسی امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔اِس مفہوم پر مندرجہ ذیل اشکال وارد ہوتے ہیں:

اگر مسلمانوں کا امام مسلمانوں میں سے ہی ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں میں سے نہیں ہوں گے۔حالانکہ ہمیں آج تک یہی بتایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور اُمّتی کے نازل ہوں گے اور امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے۔تو کیا اس کے باوجود وہ نماز پڑھانے کے اہل نہیں ہوں گے؟

کیا مسلمانوں کو نماز پڑھانے والا امام ہمیشہ مسلمانوں ہی میں سے نہیں ہوا کرتا؟ اگر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے تو پھر اس مقام پر تصریح کیوں کی گئی کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مسلمانوں کا امام مسلمانوں میں سے ہی ہوگا؟

''مِنْکُم'' کا صیغہ مخاطب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔یعنی نبی اکرم ﷺ جب یہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپؐ کے مخاطب صحابہ کرامؓ تھے۔ایک اور حدیث میں اسے مزید وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یُوْشَکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلقیٰ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ''یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہا اس کی ملاقات عیسیٰ ابن مریم سے ہوگی۔لیکن وہ تمام لوگ جن سے مخاطب ہوکر یہ بات کہی گئی تھی وہ ایک ایک کر کے فوت ہوگئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی کی بھی ملاقات نہ ہوئی۔تو کیا اب یہ سمجھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب کبھی نازل نہیں ہوں گے کیونکہ جن کو خبر دی گئی تھی وہ تو سب کے سب فوت ہوگئے اور اُن میں

سے کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل ہوتے نہیں دیکھا؟

دارالعلوم دیو بند کے استاذ الحدیث، بدر عالم میرٹھی صاحب اپنی کتاب ''ترجمان السنۃ'' کے باب ''الامام المہدی'' میں اس مشکل مقام کی توجیہہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حدیث مذکور میں ''**وامامکم منکم**'' کی شرح بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدیہ ہی پر عمل فرمائیں گے اس لحاظ سے گویا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں امام سے مراد امام مہدی ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے زمانے میں نازل ہوں گے جب کہ ہمارا امام خود ہم ہی میں کا ایک شخص ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں امامت سے مراد امامت کبریٰ یعنی امیر وخلیفہ ہے'' (الامام المہدی۔صفحہ۔43۔ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید، 10 الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ احادیث سے یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ نزولِ عیسیٰؑ کے وقت مسلمانوں کا امام ان میں سے ہی ہوگا۔ لیکن ایک اور حدیث کے مطابق اپنے نزول کے بعد حضرت عیسیٰؑ ہی نماز پڑھائیں گے:

''وَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ، فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنْ رَکْعَتِهِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَتَلَ اللّٰهُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالَ، وَ ظَهَرَ الْمُسْلِمُوْنَ''

پھر عیسی ابن مریم نازل ہونگے، پس وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے، پس جب وہ اپنا سر اٹھائیں گے تو کہیں گے، سمع اللہ لمن حمدہ، اللہ مسیح دجال کو قتل کرے اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان)

اس تضاد کو یہ علماء بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے اس طرح حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پہلی نماز تو امام مہدی ہی پڑھائیں گے لیکن اس کے بعد کی نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے۔ حالانکہ ایسی کوئی تصریح ان احادیث میں موجود نہیں۔ مفتی صاحب اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے حسبِ عادت قوسین میں عبارات بڑھا کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں:

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس (سب سے پہلی نماز فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں) مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، اور (نماز پڑھاتے ہوئے) رکوع سے سر اُٹھا کر **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ** کے بعد (بطور دعا) فرمائیں گے'' اللہ دجّال کو قتل کرے اور مومنین کو غالب کرے۔ سعایۃ حاشیہ شرح وقایہ بحوالہ صحیح ابن حبان، ومجمع الزوائد بحوالہ بزّار'' (صفحہ۔71,72)

دجّال کے قتل کے بعد اُس کے قتل کی دعا؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علماء کے تیار کردہ سکرپٹ یعنی مسوّدہ کے مطابق امام مہدی کی امامت میں پہلی نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ دروازہ کھولو۔ جب ان کے حکم کے مطابق دروازہ کھولا جائے گا تو باہر دجّال کھڑا ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی پانی میں نمک کی طرح گھلنا شروع ہوجائے گا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کرتے ہوئے بابِ لُدّ کے پاس پہنچ کر اسے قتل کردیں گے۔ یہ تمام معرکہ پہلی نماز کے بعد مکمل ہوجائے گا، یعنی دجال قتل ہوجائے گا تو بعد کی نمازوں میں پھر یہ دعا مانگنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کرے؟ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ دعا امام مہدیؑ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہوئے رکوع سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھیں گے کیوں کہ باجماعت نماز میں صرف امام ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ'' کہتا ہے، مقتدی نہیں کہتے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ الفاظ کہہ رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ وہی امام ہوں گے۔

امام مہدیؑ کی مختلف جائے پیدائش و جائے ظہور

مدینہ یا بلادِ مغرب؟

''علامہ سید برزنجیؒ نے بھی الاشاعہ میں نعیم بن حماد ہی کی مذکورہ روایت کو نقل کرتے ہوئے حضرت امام مہدیؑ کی جائے پیدائش مدینہ منورہ کو قرار دیا ہے۔ جبکہ امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب ''التذکرۃ'' میں امام مہدی کی جائے پیدائش بلاد مغرب میں بیان کی ہے۔۔۔'' (صفحہ:76۔اسلام میں امام مہدی کا تصور از افادات پروفیسر محمد یوسف خان، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔ مؤلف حافظ محمد ظفر اقبال، فاضل جامعہ اشرفیہ۔ ناشر بیت العلوم، 20 نابھہ روڈ پرانی انارکلی، لاہور)

مہدی مدینہ سے نکلے گا (ابوداد جلد 4 ص 88؛ کنز العمال جلد 7 ص 186؛ حج الکرامہ ص۔358)

اپنے مکان سے؟

''ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا۔ ایک شخص (یعنی مہدی اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی کے انہیں پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے اور انہیں (مکان سے) باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے۔'' [ابوداؤد کتاب المہدی] (صفحہ۔27۔الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ از سیّد حسین احمد مدنی۔ ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان)

کعبہ میں؟

''حضرت مہدی علیہ السلام رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کرکے آپ سے بیعت کرلے گی۔'' (صفحہ۔4۔الامام المہدی از بدر عالم میرٹھی۔ ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید، 10

الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

خراسان سے؟

''ثوبانؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تم دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا اگرچہ برف کے اوپر گھٹنوں کے بل چلنا ہی کیوں نہ پڑے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا (احمد و بیہقی)''(صفحہ۔31,32۔الامام المہدی از بدر عالم میرٹھی۔ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید،10 الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

کدعہ سے؟

اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ ابنِ عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **یخرج المهدی عن قرية يقال لها كدع**۔ مہدی ایک گاؤں سے ظہور کریں گے اور اس کا نام کدعہ ہوگا۔(بحار الانوار جلد۔11 صفحہ۔551)

قحطان سے؟

مہدی قحطان سے پیدا ہوگا (کنز العمال جلد 7،189)

ماوراء النہر سے؟

'' **عَلی رضِی اللّٰه عنه يقول قال النبِی ﷺ: ''يخرج رجل مِن وراءِ النهرِ يقال له الحارِث حراث [الحارِث بن حراثِ]علی مقدمتِهِ رجل يقال له منصور يوطِیء او يمكِن لِآلِ محمد كما مكنت قريش لِرسولِ اللّٰه ﷺ وجب علی كلِ مومِن نصره او قال اِجابته**''(کتاب سنن ابی داؤد۔کتاب المھدی)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ماوراالنھر سے ایک شخص نکلے گا جسے حارث کہا جائے گا اور وہ کسان ہوگا کسان کا بیٹا ہوگا۔اس کے لشکر کے اگلے حصے میں منصور نامی ایک شخص ہوگا جو آل محمد ﷺ کی تمکنت اسطرح بحال کرے گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے قریش کی تمکنت بحال کی۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کی مدد کرے اور اسے قبول کرے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں نازل ہوں گے؟

بیت المقدس میں

''عیسیٰ ابن مریم امام مہدی کی موجودگی میں بیت مقدس میں طلوع فجر کے وقت اتریں گے۔'' (صفحہ۔45۔الامام المہدی از بدر عالم میرٹھی۔ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید،10 الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

''اس وقت ان کی (عربوں کی) تعداد کم ہوگی اور ان میں بیشتر بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کے امام ایک مرد صالح مہدی ہوں گے۔ وہ ایک نیک انسان ہوں گے وہ ایک دن صبح کی نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا۔۔۔'' (صفحہ۔47۔الامام المہدی از بدر عالم میرٹھی۔ناشر مکتبہ سیّد احمد شہید،10 الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

دمشق میں

''وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دمشق کے مشرقی جانب سفید منارے کے پاس نزول فرمائیں گے۔'' (صفحہ۔51۔علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ از مفتی محمد رفیع عثمانی۔ناشر مکتبہ دارالعلوم کراچی)

افیق کی گھاٹی میں؟

''اور بالآخر مسلمان افیق نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے اور اپنے مویشی (چرنے کے لئے) بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے، ان کو یہ نقصان بہت شاق گذرے گا اور شدید بھوک اور سخت مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے حتّٰی کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلّہ جلا کر کھائیں گے۔۔۔اور نمازِ فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔'' (صفحہ۔67۔علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ از مفتی محمد رفیع عثمانی۔ناشر مکتبہ دارالعلوم کراچی)

اسی صفحہ پر حاشیہ میں افیق کی گھاٹی کا محلِ وقوع بیان کرتے ہوئے مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حاشیہ ا۔ یہ دو میل لمبی گھاٹی اردن میں واقع ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان لیاقوت)'' (ایضًا)

جبلِ دخان پر

''پس مسلمان شام کے ''جبل دخان'' کی طرف بھاگ جائیں گے اور دجّال وہاں آ کر ان کا محاصرہ کر لے گا، یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا اور ان کو مشقت میں ڈال دے گا۔ پھر فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے وہ مسلمانوں سے کہیں گے ''اس خبیث کذّاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لئے کیا چیز مانع ہے؟'' مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن ہے، (لہٰذا اس کا مقابلہ مشکل ہے۔) غرض مسلمان روانہ ہوں گے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے۔ (مسند احمد و مستدرک حاکم)'' (علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح۔ ص 78, 79)

نزولِ مسیح علیہ السلام کی احادیث بیان کرتے وقت علماء دیگر تمام احادیث کو عوام سے چھپا کر انہیں صرف یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شرقی جانب ایک سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ لیکن مذکورہ بالا کتب میں ایسی روایات کا بھی ذکر ہے جن میں دمشق کے شرقی سفید منارہ کے ساتھ ساتھ بیت المقدس، اردن اور مسلمانوں کے لشکر گاہ کا ذکر ہے۔ ان حالات میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں نازل ہوں گے۔ اس کی وضاحت میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک روایت میں "دمشق کے مشرقی جانب " کی بجائے "بیت المقدس " کا لفظ ہے اور ایک روایت میں "اردن " اور ایک روایت میں مسلمانوں کی لشکر گاہ کا ذکر ہے کہ وہاں نازل ہوں گے۔ علامہ علی قاری نے بیت المقدس کی روایت کو ترجیح دی ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر آج کل بیت المقدس میں کوئی سفید منارہ نہ بھی ہو تو اس وقت تک ضرور بن جائے گا۔'' (ص۔ 51)۔

لیکن مفتی صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ حضرت ملا علی قاریؒ کی اس ترجیح کی کیا دلیل ہے اور ہم کس بنیاد پر حضرت ملا علی قاریؒ کی اس ترجیح کو قبول کریں۔ کیا اُن احادیث کے راوی ثقہ نہیں ہیں جن میں باقی مقاماتِ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام بیان کئے گئے ہیں یا ان میں اسناد، روایت و درایت کا کوئی اور نقص ہے؟ بلا دلیل بات منوانے کی کوشش کے پس پردہ کیا وہی يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ والی بات تو نہیں؟

رومی لشکر کہاں حملہ کرے گا؟

احادیث میں رومی لشکر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی مختلف جگہیں بیان کی گئی ہیں۔ ایسی صورت میں کسی ایک معین جگہ کے متعلق یقین کرنا ممکن

نہیں۔ چنانچہ علماء کولامحالہ اس کی تاویل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان احادیث کے متعلق مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حدیث میں لفظ 'المدینہ "ہے جس سے مدینہ منورہ بھی مراد ہوسکتا ہے لیکن عربی میں چونکہ ''مدینہ'' لفظ ہر شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے ہوسکتا ہے یہاں اس سے شام کا مشہور شہر "حلب "ہی مراد ہو کیونکہ اعماق اور وابق کے قریب یہی بڑا شہر ہے۔ اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ بیت المقدس مراد ہے۔ واللہ اعلم''(حاشیہ ص۔54)

دابۃ الارض آفتاب کے مغرب سے نکلنے سے پہلے نکلے گا یا بعد میں؟

"اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ دابۃ الارض کا واقعہ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پیش آئے گا۔ مگر حاکم صاحب مستدرک نے راجح اس کو قرار دیا ہے کہ دابۃ الارض اس کے بعد نکلے گا۔ حاصل یہ کہ پہلے یا بعد میں ہونے کے بارے میں علما کے دو قول ہیں۔ واللہ اعلم۔ 'حاشیہ ص۔57

دجال باب لد پہ قتل ہوگا یا "افیق " کی گھاٹی میں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد پہ دجال کو قتل کریں گے۔(ترمذی کتاب الفتن)

''پھر وہ یہاں سے چل کر شام آئے گا تو عیسی علیہ السلام نازل ہوجائیں گے اور "افیق "نامی گھاٹی کے پاس اسے قتل کردیں گے۔ مسند احمد والدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ'' (ص۔82)

'' یہ گھاٹی اردن میں ہے اور اردن کی سرحد فلسطین سے ملی ہوئی ہے لہذا جن حدیثوں میں ہے کہ فلسطین میں باب لد کے پاس قتل کریں گے یہ حدیث ان کے معارض نہیں۔ اس گھاٹی کا ذکر حدیث میں بھی آیا ہے اس کی مراجعت کی جائے۔'' حاشیہ ص۔82

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قیامت کب آئے گی؟

کافی عرصہ بعد

"علامہ قرطبی نے روایات کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کافی عرصہ بعد جب دوبارہ اللہ کی نافرمانی اور کفر دنیا میں پھیلنے لگے گا اور دین اسلام کے اکثر حصے پر عمل ترک کردیا جائے گا تو اس وقت اللہ تعالی اس جانور کو زمین سے نکالے گا جو مومن کو

کافر سے ممتاز کردے گا تا کہ کفار کفر سے اور فاسق اپنے فسق سے باز آ جائیں، پھر یہ جانور غائب ہوجائے گا اور لوگوں کو سنبھلنے کی مہلت دی جائے گی۔مگر جب وہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے تو آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کا عظیم واقعہ پیش آ جائے گا۔جس کے بعد کسی کافر یا فاسق کی توبہ قبول نہ ہوگی۔پھر اس کے بعد جلد ہی قیامت آ جائے گی۔ "حاشیہ ص۔57

گھوڑی کے بچّہ کے جوان ہونے سے پہلے

"میں نے کہا یا رسول اللہ پھر دجال کے خروج کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا عیسی ابن مریم نازل ہوں گے میں نے کہا تو عیسی ابن مریم کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا اگر کسی شخص کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت آنے تک اس بچہ پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی۔کنز العمال و ابن عساکر بحوالہ ابن ابی شیبہ "ص۔85

"اس کا ایک مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت اتنی قریب ہوگی کہ اس گھوڑی کے بچہ پر سواری کی نوبت آنے سے پہلے ہی قیامت آ جائے گی اور دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد جہاد کا سلسلہ قیامت تک منقطع رہے گا چنانچہ جہاد کی غرض سے کسی گھوڑے پر سواری نہ کی جائے گی۔واللہ اعلم۔محمد رفیع۔"حاشیہ ص85

ایک سو بیس سال بعد

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عیسی ابن مریم علیہ السلام کے نزول اور دجال کے بعد قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ عرب ایک سو بیس سال تک ان چیزوں کی عبادت نہ کرلیں جن کی عبادت ان کے آبا اجداد کیا کرتے تھے۔الاشاعۃ فی الاشراط الساعۃ "

حاشیہ۔"بعض روایات حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت بہت جلد آ جائے گی اور مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے۔اس سے دونوں روایتوں میں تضاد کا شبہ ہوتا ہے۔جواب یہ ہے کہ اگر چہ ایک سو بیس سال کی مدت ہوگی مگر یہ ایک سو بیس سال نہایت سرعت سے گزر جائیں گے حتی کہ ایک سال ایک مہینہ کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر ایک دن ایک گھنٹہ کے برابر معلوم ہوگا۔"

لشکر سفیانی کہاں سے آئے گا ۔مشرق سے یا مغرب سے؟

''اس روایت پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس میں خروج سفیانی کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مغرب سے خروج کرے گا جبکہ طبرانی نے اپنی کتاب الاوسط میں حضرت ام حبیبہؓ سے اس سلسلے کی روایت ذکر کی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ وہ مشرق سے خروج کرے گا اور یہ بظاہر تضاد ہے۔سیّد برزنجیؒ نے اس تعارض کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی تاویل یوں کی جاسکتی ہے کہ سفیانی کی طرف سے بھیجا جانے والا لشکر روانہ تو عراق (مغرب) سے ہوگا لیکن چونکہ اس لشکر میں اہل شام بھی ہوں گے اس لیے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے بعض مقامات پر اس لشکر کو شامی (مشرقی) کہہ دیا گیا ہے۔'' (اسلام میں امام مہدی کا

تصور از افادات پروفیسر محمد یوسف خان، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔ مؤلف حافظ محمد ظفر اقبال، فاضل جامعہ اشرفیہ۔ ناشر بیت العلوم، 20 نابھہ روڈ پرانی انارکلی، لاہور۔ صفحہ۔95)

حاصلِ مطالعہ

امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے متعلق سُنّی کتب میں پائی جانے والی احادیث کے تضادات اور علماء کی من گھڑت تاویلات کے مندرجہ بالا مطالعہ اور انبیاء و مامورین کے متعلق پیشگوئیوں اور علامات کے پس منظر اور متعلقہ امور سے آگاہی کے بعد یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ان متضاد احادیث پر نہیں بلکہ قرآن حکیم کی محکم آیات پر ہے۔ اگرچہ شیعہ کتب حدیث میں امام مہدی علیہ السلام کے متعلق روایات کا بھی یہی حال ہے لیکن ذیل میں چند ایسی احادیث پیش کی جارہی ہیں جن میں موجود خبریں واضح طور پر پوری ہوچکی ہیں اور شیعہ احباب کو دعوتِ فکر دے رہی ہیں۔

بحار الانوار میں علاماتِ امام مہدیؑ

تلوار اور طاعون کی موت:

سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ: **قدامَ القائم مَوتانِ: مَوتُ الاحمر و مَوتُ ابیض حتّٰی یذھب مِن کُلِّ سبعة خمسة۔ فَالمَوتُ الاحمر السّیف والمَوت الابْیَض الطّاعُون۔** آپؑ نے فرمایا: ظہورِ امام قائم علیہ السّلام کے قبل دو قسم کی اموات ہوں گی۔ موتِ سرخ اور سفید موت، اور ان میں سے ہر سات میں سے پانچ آدمی ختم ہوجائینگے۔ سُرخ موت تلوار سے اور سفید موت طاعون سے واقع ہوگی۔ (اکمال الدین)''
بحار الانوار جلد بارہ، صفحہ 96

ظہورِ امامؑ سے قبل بھوک اور خوف:

''امام قائم علیہ السّلام کے قیام سے قبل ایک سال لازمی ایسا آئے گا کہ لوگ بھوک اور فاقے میں مبتلا ہونگے اور انہیں قتل کا شدید خوف ہوگا، ان کو جان و مال اور پھلوں کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔۔۔(غیبۃ نعمانی)'' ایضاً صفحہ۔138

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعویٰ سے پہلے 1857ء کا غدر مچا تھا جس میں تمام ہندوستانیوں کو جان مال اور رزق کا نقصان عظیم اٹھانا پڑا تھا۔ پھر اس کے بعد ہندوستان میں زبردست طاعون پھیلی تھی جس میں بہت لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ سو تلوار اور طاعون سے ہلاکتوں والی یہ دونوں علامات پوری شان کے ساتھ پوری ہوچکی ہیں۔

ترکی کی روم سے مخالفت:

''تمہارے نبیؐ کے اہل بیت کی طرف سے دعوت آخر زمانہ میں ہوگی۔لہٰذا جبتک تم لوگ اس دعوت کے قائد کو نہ دیکھ لوز مین پکڑلو اور خاموش رہوتاوقتیکہ ترک کے لوگ روم کی مخالفت کریں اور روئے زمین پر جنگوں کی کثرت نہ ہو۔۔۔(غیبۃ طوسیؒ)'' ایضًا۔صفحہ۔105

ترکی کی عثمانیہ سلطنت کی اہل روم یعنی عیسائیوں کے ساتھ محاذ آرائی ایک تاریخی واقعہ ہے۔دنیا بھر میں جنگوں کی کثرت بھی،جن کی ابتداء جنگ عظیم اوّل اور جنگ عظیم دوم سے ہوئی،تاریخی حقائق ہیں جو سیّدنا حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے دور سے متصل زمانہ کے واقعات ہیں۔ان جنگوں کی خبر دیتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا 'کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں' ۔چنانچہ اس علامت کے پورا ہو چکنے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

کسوف وخسوف:

اٰیتان بین یدی ھٰذا الامر خسوف القمر لخمس و خسوف الشمس لخمسة عشرة ولم یکن ذٰلک منذ ھبط اٰدم علیه السلام الی الارض و عند ذٰلک سقط حساب المنجّمین۔دونشانیاں یادرکھو۔پانچویں تاریخ کو چاند گہن اور پندرہ تاریخ کوسورج گہن اور جب سے حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے آج تک ایسا کبھی نہیں ہوااوراس وقت منجّمین کا سارا حساب غلط ہوجائے گا۔(اکمال الدین)۔ایضًا صفحہ۔96

جماعت احمدیہ کی تاریخ سے واقف ہر شخص اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ 1894ء اور 1895ء میں سورج اور چاند کا گرہن رمضان کے مہینے میں زمین کے دونوں کرّ وں میں واقع ہو چکا ہے اور یا تو لوگ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے یہ نشان مانگا کرتے تھے اور یا جب یہ نشان اپنی شرائط کے ساتھ ظاہر ہوگیا تو انہوں نے اس نشان کے مستند ہونے کا ہی انکار کردیا۔

امام مہدیؑ مثیلِ عیسیٰؑ

''امام مہدی۔۔۔۔تمام لوگوں کے مابین خَلق وخُلق،صورت وہیئت میں حضرت عیسیٰ سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں گے۔(غیبۃ نعمانی)'' ایضًا صفحہ۔135

طاق سال میں ظہور:

'امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا:امام قائم علیہ السّلام کا ظہور کسی طاق سال میں ہوگا جیسے نو،یا ایک،یا تین،یا پانچ۔۔۔۔(غیبۃ نعمانی)'' ایضًا صفحہ۔151

23 تاریخ کو نام کا اعلان:

''حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام نے فرمایا: 23 تاریخ کو امام قائم علیہ السّلام کے نام کا اعلان ہوگا۔۔(غیبۃ طوسی)''
ایضًا صفحہ۔152

جماعت احمدیہ کی بنیاد 23 مارچ 1889ء کو رکھی گئی۔مندرجہ بالا علامات کے مطابق تاریخ بھی وہی ہے اور سال بھی طاق ہی ہے۔

امام مہدیؑ کی مدت حکومت انیس سال چند ماہ؛

''حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت بیان کی ہے کہ: قالؑ: اِنَّ الْقائم یملک تسع عشرۃ سنۃ و اشھرًا۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام قائمؑ انیس سال اور چند ماہ حکومت کریں گے۔(غیبۃ نعمانی)'' ایضًا صفحہ۔268

یہ روایت ایک ایسی زبردست روایت ہے جس کی موجودگی میں کسی دوسرے نشان کا مطالبہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے 23 مارچ 1889ء کو جماعت کی بنیاد رکھتے ہوئے پہلی بیعت کا آغاز فرمایا اور پھر 26 مئی 1908ء کو انتقال فرما گئے۔ یہ تمام مدّت حیرت انگیز طور پر انیس سال اور دو ماہ بنتی ہے جو مندرجہ بالا پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔'اک نشاں کافی ہے گر ہو دل میں خوف کردگار'۔

امام مہدیؑ مرسلین میں سے ہے:

'اِذَا قام القائمؑ: قال: فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ''
جب امام قائم علیہ السّلام ظہور کریں گے تو (حضرت موسیٰؑ کی طرح) یہ کہیں گے، پس میں تم میں سے راہ فرار اختیار کر گیا جب میں تم سے خوفزدہ ہوگیا تھا اور میرے پروردگار نے مجھے حکمت عطا کی اور مجھے مرسلین میں سے قرار دیا گیا۔(اکمال الدین)'' ایضًا صفحہ۔236

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ میں محض ایک مصلح یا مجدّد نہیں ہوں بلکہ کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔چنانچہ مندرجہ بالا علامت بھی آپؑ ہی کی ذات میں پوری ہوتی ہے کیونکہ آپؑ کا واضح اعلان ہے کہ میں مرسلین میں سے ہوں اور یہی بات امام مہدی کے متعلق مندرجہ بالا علامت میں بیان کی گئی ہے۔

ابتداء میں امام مہدیؑ کا انکار کیا جائیگا:

''لو خرج القائمؑ لقد انکرہ الناس۔جب امام قائمؑ کا ظہور ہوگا تو لوگ ان کو ماننے سے انکار کریں گے۔(غیبۃ طوسی)''
ایضًا۔صفحہ۔246

رفعت راية الحق لعنها اهل الشّرق و الغرب۔ ’جب حق کا علم بلند ہوگا تو تمام اہل مشرق ومغرب اسکو برا کہیں گے۔(غیبۃ نعمانی)‘‘ایضًا صفحہ۔401

امام مہدیؑ کا نام احمد ہوگا:

’’حذیفہ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت امام مہدی علیہ السّلام کا ذکر ہو رہا تھا کہ میں نے سنا کہ آپؐ نے ارشادفرمایا:اِنّهٗ يبايع بين الرّكن والمقام اسمهٗ احمد و عبداللّٰه و المهدى فهٰذه اسماؤهٗ ثلاثتها۔ ان(امام مہدیؑ) کی بیعت رکن ومقام کے درمیان ہوگی۔ان کے تین نام ہیں:احمد،عبداللہ اور مہدی۔(غیبۃ طوسی)‘‘ایضًا صفحہ۔253

امام امر جدید کے ساتھ ظہور کریں گے

’’امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام قائم علیہ السلام امرِ جدید و کتابِ جدید اور فیصلۂ جدیدہ کے ساتھ ظہور کریں گے۔‘‘ایضًا صفحہ۔386

امام اسلام کو جدید انداز میں پیش کریں گے

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ وہی کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔یعنی اپنے پہلے کے تمام رواسم کو ختم کردیں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ایّام جاہلیت کے تمام رسم ورواج کو ختم کردیا تھا اور اسلام کو ایک جدید انداز میں پیش کریں گے۔(غیبۃ نعمانی)۔‘‘ایضًا صفحہ 382, 383

ایم ٹی اے کی پیشگوئی:

’’ابوربیع شامی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا:جب ہمارے قائم کا ظہور ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کی قوّت سماعت اور قوّت بصارت میں اتنا اضافہ کردے گا کہ ان لوگوں اور امام قائم کے درمیان قاصد کی ضرورت نہ رہے گی،امام اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے جو کچھ فرمائیں گے وہ یہ لوگ سنیں گے اور جب نظر اٹھائیں گے تو اپنے امام کی زیارت کرلیں گے۔(الخرائج والجرائح)۔کتاب کافی میں ابوعلی اشعری نے حسن بن علی کوفی سے،انہوں نے عباس بن عامر سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔(کافی)‘‘ایضًا صفحہ۔346

نشریاتی لہروں کا گھروں میں داخل ہونا:

’’فضیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا: ہمارا قائم اس وقت آئے گا جب

لوگ اللہ کی کتاب سے غلط تاویلیں اخذ کر کے آپ کے سامنے دلیلیں پیش کریں گے مگر خدا کی قسم امام قائمؑ ان لوگوں کے گھروں میں اپنا عدل اس انداز سے قائم کریں گے جس طرح ان کے گھروں میں سردی اور گرمی داخل ہو کر اپنا اثر و نفوذ قائم کر لیتی ہیں۔ (غیبۃ نعمانی)'' ایضًا صفحہ۔399

ذریعہ مواصلات (ٹی وی وغیرہ)

''اور اپنے اسناد کے ساتھ مرفوعًا ابنِ مسکان نے روایت کی ہے کہ: میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا: **یقولؑ: اِنَّ المؤمن فی زمان القائم و ھو بالمشرق لیریٰ اَخاہ الّذی فی المغرب، و کذا الّذی فی المغرب یریٰ اخاہ الّذی فی المشرق۔** آپؑ فرما رہے تھے کہ امام قائمؑ کے دور میں اگر کوئی مرد مومن مشرق میں ہوگا اور وہ اپنے برادر کو جو مغرب میں ہوگا دیکھنا چاہے گا تو دیکھ لے گا اور اسی طرح مغرب والا مشرق والے کو دیکھ لے گا۔'' ایضًا صفحہ۔426

امامِ زمانہ کے دور میں مہینے میں دو بار تنخواہ اور سال میں دو بونس

حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام کے زمانہ میں مہینہ میں دو بار تنخواہ ملا کرے گی اور سال میں دو دفعہ عطا کیا جائے گا اور علم و حکمت اس قدر زیادہ ہوگا کہ ایک عورت گھر بیٹھے کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرے گی۔(غیبۃ نعمانی)۔ایضًا صفحہ (381, 382

عجمی قرآن کی تعلیم دیں گے

''امام علی علیہ السلام نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ کی مسجد میں عجمی قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔'' ایضًا صفحہ۔403

کتابیات

کتب تفسیر واحادیث

تفسیر الکشاف
تفسیر القرطبی
صحیح بخاری
صحیح مسلم
ترمذی
ابوداؤد
ابن ماجہ
مسند احمد بن حنبلؒ
کنز العمال
روضۃ الکافی
بحار الانوار

کتب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعجازِ احمدی
حقیقۃ المہدی

حقیقۃ الوحی
نزول المسیح

کتب بزرگانِ اسلام

تاریخ الخلفاء از علامہ جلال الدین السیوطیؒ
مکتوباتِ امام ربّانیؒ از حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
منصبِ امامت از شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ

کتب غیر احمدی علماء

تقابل ادیان۔ مذاہب کا تقابلی مطالعہ۔ نصاب برائے ایم اے اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور از پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ
الامام المہدی از سیّد بدر عالم میرٹھی، استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند
تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی
الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ از حسین احمد مدنی
علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ از مفتی محمد رفیع عثمانی
اسلام میں امام مہدی کا تصور از حافظ محمد ظفر اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور
امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق از اشرف علی تھانوی
اشرف السوانح از خواجہ عزیز الحسن و عبد الحق
تذکرۃ الخلیل از عاشق الٰہی میرٹھی
بیس بڑے مسلمان
امام مہدی از ضیاء الرحمٰن فاروقی
ملفوظات اشرف علی تھانوی جلد۔٦
سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی
مقدمہ معجز نما قرآن از نور محمد نقشبندی چشتی
سیرت مولانا محمد علی مونگیری از سید محمد الحسنی
قادیانیت از ابو الحسن علی ندوی
نقشِ دوام از انظر شاہ مسعودی

عہدنامہ قدیم

www.torahatlanta.com

Mashiach-Principles of Mashiach and the Messianic Era in Jewish Law, by Rabbi J. Emmanuel Shochet

Exegesis as Polemical Discourse-Ibn Hazm on Jewish and Christian Scriptures by Theodore Pulcini